اربع انہار

مترجم

قطب الاقطاب فرید الدہر وحید العصر

حضرت مولانا شاہ احمد سعید صاحب

نقشبندی مجددیؒ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مولف کتاب

حضرت شاہ احمد سعید صاحب مجددی رحمۃ اللہ تعالیٰ

کے حالات

آپ حضرت شاہ ابوسعید صاحب مجددی رحمۃ اللہ کے صاحبزادہ ہیں۔ آپ علوم شریعت، طریقت وحقیقت کے محرم راز تھے اسی طرح علوم ظاہری، فقہ حدیث تفسیر میں بھی مہارت تامہ رکھتے تھے حضرت شاہ غلام علی صاحب سے طریقہ عالیہ مجددیہ میں بیعت ہوئے۔ اور تکمیل کر کے حضرت شاہ صاحب سے خرقہ خلافت و دستار اجازت حاصل فرمائی۔

باکمال والد کی تربیت سے چھوٹی عمر میں قرآن مجید حفظ کیا۔ علوم نقلیہ و عقلیہ اپنے زمانے کے بے نظیر علماء۔ حضرت

شاہ عبدالعزیز صاحبؒ کے تلامذہ مولانا فضل امام مفتی شرف الدینؒ اور حدیث و تفسیر مولوی رشید الدین صاحب سے حاصل کئے۔ اللہ تعالےٰ نے آپ کو علوم دینی و فیض باطنی کا حصّہ وافر عنایت فرمایا۔

حضرت شاہ غلام علی نے آپ اور آپ کے والد ماجد حضرت شاہ ابو سعید اور شاہ رؤف اور مولوی بشارت اللہ کے متعلق بشارتیں دیں اور تحریر فرمایا کہ:-

"یہ چاروں حضرات اس زمانہ میں دین محمدی کے ستون ہیں"

اپنے والد بزرگوار حضرت شاہ ابو سعید رحمتہ اللہ علیہ کے انتقال کے بعد رشد و ہدایت کی مسند پر جلوہ افروز ہوئے۔ آپ کی ذات سے ہندوستان، خراسان اور دوسرے ملکوں کے ہزاروں طالبان حق اپنی حسب حیثیت فیض یاب ہوئے۔

آپ کے خلفاء قندھار، کابل اور دوسرے علاقوں میں شہرت رکھتے تھے جنگ آزادی ۱۸۵۷ء کے زمانہ میں آپ مع اہل و عیال براہِ لاہور عازم حجاز ہوئے اور وہیں ۱۲۷۷ھ میں

انتقال کیا. آپ کی ولادت باسعادت معتبر قول کے مطابق ۱۲۱۷ھ میں ہوئی تھی. صاحب تذکرہ شاہ غلام علی نے آپ کی تاریخ ولادت "مظہر یزداں" سے نکالی ہے۔

آپ کے بھائی حافظ عبدالغنی و عبدالمغنی بھی علم و عمل زہد و تقویٰ و ریاضت میں یگانہ روزگار تھے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تعریف بے حد و حساب ذات بے مثال اللہ تعالےٰ کے لئے ہے اور درود بے شمار روح پر فتوح سرورِ انبیاء صاحب قاب قوسین او ادنیٰ، شمس الضحیٰ، بدر الدجےٰ سراج بلاد اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اللہ تعالےٰ آپ پر اور آپ کی آل و اصحاب و ازواج پر لاکھوں درود و سلام نازل فرمائے. اما بعد بندہ لاشئے بدنام کنندگان درویشان احمد سعید مجددی نسباً و طریقۃً کان اللہ عرض کرتا ہے کہ حاجی حرمین شریفین مقبول بارگاہِ الٰہی حاجی علاء الدین احمد نے درخواست کی کہ مراقبات و اشغال جو ہمارے امام اور قبلہ قیوم ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی کے خاندان اور سلسلہ میں معمول ہیں، تحریر

کروں۔ اپنی عدم لیاقت کے باوجود موصوف کی درخواست کوٹال نہ سکا۔ بزرگوں کے کلام سے انتخاب کر کے چاروں سلسلوں کے اذکار و اشغال تحریر کر دیئے۔ اور اس رسالہ کا نام اربع انہار رکھدیا۔ اللہ تعالےٰ سے توفیق کا طلبگار ہوں۔ میں نے اس رسالہ کو چار انہار پر مرتب کیا ہے۔

نہر اول۔ طریقہ شریفہ مجددیہ کے اشغال و مراقبات کے بیان میں جاننا چاہیئے کہ حضرت قیوم ربانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالےٰ رکہ جن کی ولادت باسعادت ۹۷۱ھ میں ہوئی اور وفات ۱۰۳۴ھ میں ہوئی اور کسی نے آپ کی تاریخ کیا خوب نکالی ہے رعمر احدی مجدد الفیض ولاد۔ ترحیل بود کہ نقشبند تقویٰ) کے نزدیک انسان دس لطیفوں سے مرکب ہے۔ پانچ کا تعلق عالم امر سے ہے اور پانچ کا تعلق عالم "خلق" سے جن لطائف کا تعلق عالم "امر" سے ہے وہ یہ ہیں: قلب، روح، سر، خفی، اخفی ان کے اصول عرش مجید پر ہیں اور لا مکانیت سے تعلق رکھتے ہیں، اللہ تعالےٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے ان جواہر مجردہ کو انسانی جسم کے چند جگہوں پر امانت رکھا

ہے۔ دنیاوی تعلقات اور نفسانی خواہشات کی وجہ سے یہ لطائف اپنے اصول (اصل مرکز) کو بھول جاتے ہیں یہاں تک کہ شیخ کامل ومکمل کی توجہ سے اپنے اصول سے آگاہ ہو جاتے ہیں۔ اور اُن کی طرف میلان کرتے ہیں، اور کشش الٰہی اور نزدیکی ظاہر ہوتی ہے: تاآنکہ وہ اپنی اصل کی طرف پہنچ جاتے ہیں، پھر اصل کی اصل کی طرف۔ اور اسی طرح ترقی کرتے ہی رہتے ہیں۔ یہاں تک ذات بحت جو صفات اور شئون سے خالی ومبرا ہے کی طرف پہنچ جاتے ہیں۔ پھر ان کو اکمل بقا حاصل ہو جاتی ہے۔

عالم "خلق" کے لطائف یہ ہیں۔ لطیفہ نفس۔ اور چار لطائف عناصر اربعہ کے ہیں۔

عالم خلق کے ہر لطیفہ کی اصل، عالم امر کے کسی لطیفہ کی اصل ہے چنانچہ لطیفہ نفس کی اصل، اصل قلب ہے اصل لطیفہ باد اصل لطیفہ روح ہے اصل لطیفہ آب اصل لطیفہ سر ہے۔ لطیفہ نار کی اصل لطیفہ خفی کی اصل ہے لطیفہ خاک کی اصل لطیفہ اخفی کی اصل ہے۔

(پھر یہ بھی یاد رکھیں، کہ ان لطائف میں سے ہر لطیفہ

کا نور جُدا - جدا ہے۔ چنانچہ لطیفہ قلب کا نور زرد ہے، لطیفہ روح کا نور سرخ ہے لطیفہ سر کا نور سفید ہے، لطیفہ خفی کا نور سیاہ، اخفیٰ کا سبز ہے، تزکیہ کے بعد لطیفہ نفس کا نور میرے خیال میں بلاکیفیت ہے (یعنی اس کا کوئی رنگ نہیں ہے)

ان لطائف میں ہر لطیفہ انبیاء۔ اولوالعزم میں سے کسی نبی کے تحت قدم مُبارک واقع ہے۔ چنانچہ لطیفہ قلب حضرت آدم علیہ السلام کے زیر قدم ہے۔ لطیفہ روح حضرت نوح علیہ السلام و حضرت ابراہیم علیہما السلام کے زیر قدم ہے۔ لطیفہ سر، حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زیر قدم ہے، خفی زیر قدم حضرت عیسیٰ علیہ السلام۔ لطیفہ اخفیٰ حضرت خاتم الرسل محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زیر قدم ہے۔

مشائخ حضرات نقشبندیہ رحمہم اللہ تعالےٰ کے یہاں سب سے پہلے لطائف عالم امر کی اصلاح کا معمول ہے اور اس کے لئے ان حضرات نے تین طریقے مقرر فرمائے ہیں۔

پہلا طریق اِسم ذات، یا نفی و اثبات کے ذِکر میں اسم ذات کا ذِکر اس طرح کرنا چاہیئے کہ

زبان، کو تالو سے لگائے اور دِل کو خیالات سے خالی کرے اور جس بزرگ سے ذِکر لیا ہے۔ ان کے متعلق یہ سمجھے کہ وہ میرے سامنے بیٹھے ہوئے ہیں۔ پھر دِل کی زبان سے اللہ اللہ کہے (دِل کی جگہ بائیں پستان کے نیچے دو انگلی کے فاصلہ پر ہے) اللہ اللہ کا مفہوم خیال میں رکھے یعنی وہ ذات جو تمام صفات کاملہ سے متصف اور تمام صفات ناقصہ سے پاکیزہ و مبرّا ہے، اکثر اوقات اسی طرح ذکر پر مداومت کرے یہاں تک کہ دِل ذکر سے جاری ہو جائے اس کے بعد لطیفہ روح میں ذکر کرے لطیفہ روح کی جگہ (لطیفہ قلب کے مقابل) داہنے پستان کے دو انگلی نیچے ہے۔ پھر لطیفہ سر میں ذکر کرے جس کی جگہ بائیں پستان کے برابر دو انگلی کے فرق سے وسط سینہ کی طرف مائل ہے پھر لطیفہ اخفیٰ سے جس کی جگہ وسط سینہ ہے ذکر کرے اس طرح لطائف خمسہ جاری ہو جائینگے اس کے بعد لطیفہ نفس سے ذکر کرے جس کی جگہ پیشانی ہے، پھر قالبیہ (لطائف عناصر اربعہ) سے ذکر کرے جسکی جگہ تمام انسانی جسم ہے تا آنکہ روئیں روئیں سے ذِکر جاری ہو جائے گا، اس کو سلطان الاذکار کہتے ہیں۔ جاننا چاہیئے کہ عالم امر کے ہر لطیفہ کی عرش پر ایک اصل ہے جب تک کہ وہ اپنی اصل تک نہیں پہنچتا اس کو

فنا حاصل نہیں ہوتی۔ چنانچہ اصل قلب تجلی افعال الہی ہے اصل روح صفات ثبوتیہ ہیں۔ اصل سر شیونات ذاتیہ ہیں اصل خفی صفات سلبیہ ہیں، اصل اخفی شان جامع ہے لہذا ان اصول کے لحاظ سے مراقبات کرے۔

لطیفہ قلب کا مراقبہ اس طرح کرے کہ اپنے قلب کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب مبارک کیسامنے رکھکر جناب باری میں عرض کرے: اے اللہ تجلی افعالی کا فیض کہ جو قلب محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے قلب آدم علیہ السلام میں پہنچا ہے۔ میرے قلب میں پہنچا، لطیفہ قلب کی فنا تجلی افعالی میں ہوجاتے گا اس مرحلہ میں سالک کے اپنے افعال اور تمام مخلوقات کے افعال اللہ تعالٰے کے افعال کے ماسوا مخفی ہوجاتے ہیں اس ولایت قلب کو ولایت آدم علیہ السلام کہتے ہیں اور جب سالک کو یہ ولایت حاصل ہوجاتی ہے اُس کو آدمی المشرب کہتے ہیں۔

لطیفہ روح کے مراقبہ کا طریقہ یہ ہے کہ اپنے لطیفہ روح کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لطیفہ روح کے سامنے رکھکر عرض کرے: اے اللہ تجلیات ثبوتی کا فیض کہ جو جناب

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لطیفہ روح سے حضرت نوحؑ اور حضرت ابراہیم علیہما السّلام کے لطیفہ روح میں پہنچا میرے روح میں پہنچا۔ جو شخص کہ اس لطیفہ میں واصل ہو جاتا ہے اُس کو ابراہیم المشرب کہتے ہیں۔ اس وقت سالک اپنی صفات اور تمام مخلوقات کی صفات کو اپنی ذات اور تمام ممکنات سے سلب کر کے اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب دیکھے گا۔ اسی طرح لطیفہ "سر" کو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے لطیفہ سر کے مقابل سمجھ کر عرض کرے کہ شیونات ذاتیہ کا فیض کہ جو حضور علیہ الصلاۃ والسّلام کے سر مُبارک سے حضرت موسیٰ علیہ السّلام کے سر میں پہنچا میرے سر میں پہنچا۔ جو سالک کہ اس لطیفہ سے واصل الی اللہ ہوتا ہے اُس کو موسوی المشرب کہتے ہیں، سالک اس وقت اپنی ذات کو ذات حق سبحانہٗ و تعالیٰ میں فنا پاتا ہے۔

اس کے بعد اپنے لطیفہ خفی کو لطیفہ خفی حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابل سمجھ کر عرض کرے کہ صفات سلبیہ کا فیض جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خفی مُبارک سے حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کے خفی میں پہنچا ہے

میرے خفی میں پہونچا، جو سالک کہ اس مقام پر پہنچا ہے اُس کا نام عیسوی المشرب ہے. حق سبحانہ وتعالےٰ کا تمام عالم سے منفرد اور مجرد ہونا اس مقام پر سالک کو مشہود ہوتا ہے.
پھر لطیفہ اخفیٰ کو حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم کے اخفیٰ کے مقابل سمجھ کر عرض کرے کہ "شان جامع" کا فیض کہ جو اللہ تعالےٰ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخفیٰ میں پہونچایا ہے میرے اخفیٰ میں پہونچا۔ جو سالک کہ اس راستہ میں واصل ہوتا ہے اُس کو محمدی المشرب کہتے ہیں تخلق باخلاق اللہ (اللہ تعالےٰ کے اخلاق سے آراستہ ہونا) سالک کو اس درجہ میں نصیب ہوتا ہے (مصرع) "تا یار کرا خواہد ومیلش بکہ باشد (معلوم نہیں کہ دوست کس کو چاہتا ہے اور اُس کا میلان کس کی طرف ہوتا ہے)۔
نفی واثبات کے ذِکر کا طریقہ یہ ہے کہ سب سے پہلے اپنی سانس کو ناف کے نیچے بند کرے اور بزبان خیال کلمہ "لا" کو ناف سے دماغ میں پہنچائے اور لفظ "اِلہ" کو دائیں کندھے پر لے جائے اور لفظ الا اللہ کی پانچوں لطائف میں گذار کر دِل پر ضرب کرے اس طرح شد ومد کے ساتھ

کہ ذکر کا اثر تمام لطائف میں پہنچے اور لفظ محمد رسول اللہ کو سانس چھوڑنے کے وقت خیال کی زبان سے کہے اور ذکر میں معنیٰ کا خیال رکھنا شرط ہے کہ سوائے ذاتِ حق کے کوئی مقصود نہیں ہے اور "لا" کے وقت اپنی ہستی اور جمیع موجودات کی نفی کرے اور اثبات اِلا اللہ کے وقت ذات حق سبحانہ وتعالیٰ کا اثبات کرے اس ذِکر میں دوسری شرط یہ ہے کہ زبانِ خیال سے چند مرتبہ خاکساری عاجزی اور نیازمندی سے جناب باری میں مناجات کرے کہ پروردگار میرا مقصود تو ہی ہے اور تیری رضا میرا سرمایہ ہے تو مجھے اپنی محبت و معرفت عطا فرما۔

اپنی توجہ قلب کی طرف اور قلب کی توجہ ذات الہٰی کی طرف رکھنا ضروری ہے کیونکہ نسبت کا حصول ان دو چیزوں کے بغیر محال ہے۔ اس توجہ کو وقوف قلبی کہتے ہیں پھر یہ بھی ضروری ہے کہ دِل کو خیالات اور وسوسوں سے دور رکھے تاکہ یہ خیالات پراگندہ اس پر غلبہ نہ کریں اس کو نگہداشت کہتے ہیں۔

حبس دم ذِکر میں مفید ہوتا ہے۔ گرمئ دل۔ ذوق

وشوق، رقت، محبت، خیالات ووساوس کا ازالہ اس کے فوائد ہیں، اوراس سے کشف بھی حاصل ہوسکتا ہے نفی واثبات کے ذکر میں عدد طاق کی رعایت معمول ہے۔ اوراس کو وقوف عددی کہتے ہیں۔ نفی واثبات کے ذکر کا مذکورہ بالا طریقہ حضرت خضر علیہ السلام نے حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمتہ اللہ علیہ کو تعلیم فرمایا تھا۔ ایک سانس میں ایک بار سے لے کر اکیس بار تک پہونچائے اگر اکیس بار تک پہنچایا اور کوئی فائدہ نہیں دیکھا تو اس کا عمل باطل ہے۔ نئے سرے سے شرائط کی اچھی طرح پابندی کے ساتھ کرے۔

طریق دوم دوسرا طریقہ "مراقبہ" ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ بغیر ذکر اور بغیر رابطہ شیخ خیالات فاسدہ سے اپنے دل کو محفوظ رکھنا اور اللہ تعالیٰ کی طرف دھیان رکھنا۔ اس کی تدبیر یہ ہے کہ عاجزی اور فروتنی کے ساتھ ذات الہٰی کی طرف ہر وقت متوجہ رہے تاکہ توجہ الی اللہ بلا مزاحمت اس کی عادت بن جائے اس کو "حضور" بھی کہتے ہیں، اور ذکر سے مقصود بھی یہ ہی ہے۔

طریق سوم شیخ کامل و مکمل کی صحبت سے استفادہ تیسرا طریق ہے، شیخ کی توجہ اور اخلاص کی برکت سے دِل غفلت سے پاک ہوجاتا ہے۔ جذبہ محبت اور مشاہدہ الٰہی کے انوار کی شمع مریدمیں روشن ہوجاتی ہے۔ شیخ کی موجودگی میں تو اَدب اور اُس کی خوشنودی کے خیال سے اور اُس کی غیر موجودگی میں اُس کا تصوّر کر کے مُرید فیض پاتا ہے، مشائخ نے فرمایا ہے کہ یہ طریق مقصد تک آسانی سے پہنچانے والا ہے، اور اس کو رابطہ کہتے ہیں۔

اِن سب اعمال و اشغال کے بعد، جب دل کو حضور و جمعیت حاصل ہوجاتے۔ اور تقریباً چار گھڑی دِل میں خطرات و وساوس نہ آئیں۔ تو یہ اس امر کی علامت ہے کہ دائرہ امکان جس کو مشائخ نے پہلا دائرہ کہا ہے۔ کو سالک نے طے کرلیا ہے۔ بعض مشائخ نے انوار دیکھنا اس دائرہ کو طے کرنے کی علامت فرمایا ہے دائرہ امکان کا نصف زمین سے عرش تک ہے اور دوسرا نصف عرش سے اُوپر ہے اور عالم خلق عرش کے نیچے ہے، اس کی شکل یہ ہے :-

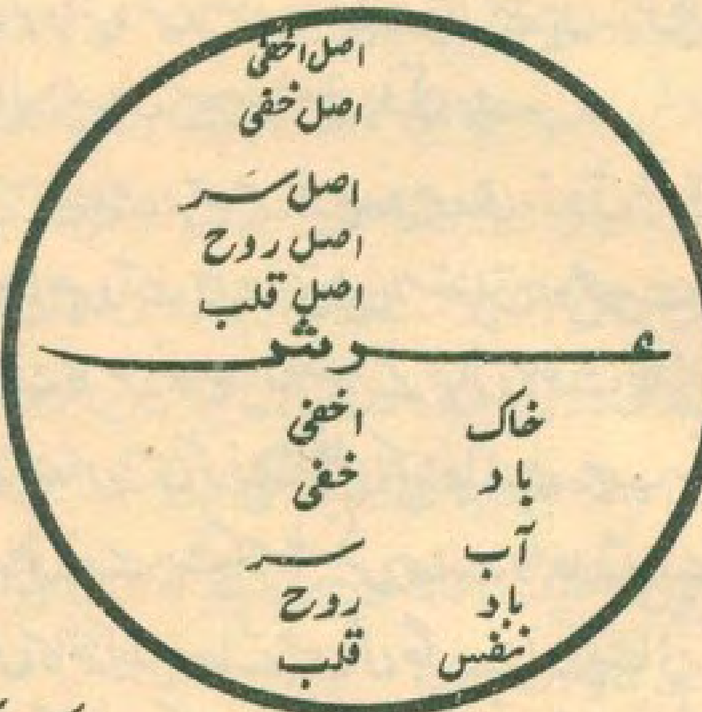

مراقبہ معیت :- اس کے بعد آیت کریمہ وھو معکم اینما کنتم (وہ ہر جگہ تمہارے ساتھ ہے) کے مراقبہ میں مشغول ہو جائے آیت کریمہ کے معنیٰ کا خیال کرے کہ اللہ تعالیٰ کی معیت میرے اور کائنات کے ہر ذرہ کے ساتھ ہے۔ اس مقام میں لا الٰہ الا اللہ کا زبانی ذکر اس طرح کہ سالک کی توجہ قلب کی طرف ہو اور قلب کی توجہ اللہ تعالیٰ کی طرف معنیٰ کی رعایت کے ساتھ بہت فائدہ دیتا ہے، اس مراقبہ میں فیض کا منشاء ولایت صغریٰ کا دائرہ ہے اور لطیفہ قلب پر فیض وارد ہوتا ہے۔ دائرہ ولایت صغریٰ دوسرا دائرہ ہے اور

اس کو دائرہ ظل اسماء وصفات بھی کہتے ہیں۔ اس میں تجلیات افعالیہ الٰہیہ میں "سیر" حاصل ہوتی ہے۔

نیز اس مرتبہ میں توحید وجودی، ذوق شوق، رونا دھونا، ہر وقت ذاتِ حق میں استغراق، ومحویت اللہ تعالیٰ کی طرف کامل توجہ، ماسوا کے خیال کا مٹ جانا، حاصل ہوتا ہے اور اسی کو فنائے قلبی کہا جاتا ہے۔ جب سالک کی توجہ فوق سے ہٹ کر شش جہات کا احاطہ کرے اور نفس کا تزکیہ ہو جائے جس کی جگہ درمیان پیشانی ہے تو ولایت کبریٰ جو کہ ولایت انبیاء ہے۔ شروع ہو جاتی ہے یہ ولایت تین دوائر اور ایک قوس پر مشتمل ہے۔

پہلے دائرہ میں آیت کریمہ نحن اقرب الیہ من حبل الورید (ہم تمہاری رگ جان سے بھی زیادہ قریب ہیں) کے مفہوم کا مراقبہ ہے۔ جس کی نیت اس طرح کرے کہ اس ذات سے جو میری جان کی رگ سے بھی میرے زیادہ نزدیک ہے۔ مجھ پر فیض آ رہا ہے۔ فیض کا منشاء دائرہ اولیٰ ولایت کبریٰ ہے لطیفہ نفس اور عالم امر کے لطائف خمسہ پر، اس مرتبہ میں لا الٰہ الا اللہ کا ذکر زبان اور خیال سے

(اُن کے شرائط کے ساتھ) ترقی بخشتا ہے۔ کامل توجہ الی اللہ
خطرات و وساوس کا ازالہ اسی طرح عروج و نزول اور
قلب کی خاص کیفیات اس مقام کا نقد سرمایہ ہیں بلکہ آہستہ
آہستہ تمام بدن پر انجذابی کیفیت طاری رہتی ہے۔ اس مرتبہ
میں لطیفہ قلب کی بہ نسبت حالات و کیفیات بے رنگ
اور بے مزہ ہیں، لطیفہ نفس میں اس مرتبہ کی نسبت جب
قوی ہو جائے گی تو قلب فراموش ہو جائے گا۔

دوسرے دائرہ میں آیت شریفہ یحبھم و یحبونہ (وہ اُن
سے محبت کرتا ہے اور وہ اس سے محبت کرتے ہیں) کے معنی
کو ملحوظ رکھ کر مراقبہ محبت کرے اس تصور سے کہ اُس
ذات سے جو مجھے دوست رکھتی ہے اور میں اس کو دوست
رکھتا ہوں میرے لطیفہ نفس پر فیض آرہا ہے منشاء فیض
ولایت کبریٰ کا دائرہ ثانیہ ہے جو کہ دائرہ اولیٰ کی وصل ہے
مورد فیض صرف لطیفہ نفس ہے۔

تیسرے دائرہ میں بھی آیت کریمہ یحبھم و یحبونہ (وہ
اللہ تعالےٰ کو دوست رکھتے ہیں اور اللہ تعالےٰ ان کو
دوست رکھتا ہے) کے مفہوم کو ملحوظ رکھ کر خیال کرے کہ

اُس ذات سے جو مجھ کو دوست رکھتی ہے اور میں اس کو دوست رکھتا ہوں میرے لطیفہ نفس پر فیض آ رہا ہے. منشا ر فیض ولایت کبریٰ کا دائرہ ثالثہ ہے جو ایشار علم کی ولایت اور دائرہ ثانیہ کی اصل ہے قوس میں بھی آیت کریمہ مذکورہ بالا کے مفہوم کو ملحوظ رکھکر خیال کرے کہ اُس ذات سے جو مجھے دوست رکھتی ہے اور میں اُس کو دوست رکھتا ہوں میرے لطیفہ نفس پر فیض آ رہا ہے. فیض کا منشا ر ولایت کبریٰ کی قوس ہے جو کہ تیسرے دائرہ کی اصل ہے. یہ تین اصول ذات حق سبحانہٗ وتعالےٰ کے اعتبار ہیں کہ جو صفات و شیونات کے مبادی ہیں.

ہر زمانے روی جاناں را نقابے دیگر است
ہر حجابے را کہ طے کردی حجابی دیگر است

ولایت کبریٰ کے مقام بلند میں سالک کو درج ذیل امور حاصل ہوتے ہیں. سینہ کھل جاتا ہے. صبر و شکر کا مقام نصیب ہوتا ہے. کہ قضا و قدر کے حکم پر چوں و چرا ختم ہو جاتی ہے. احکام شرعیہ کے قبول کرنے میں دلیل کی ضرورت نہیں رہتی جن چیزوں میں دلیل کی ضرورت ہوا

کرتی ہے وہ سب کے سب بدیہی بن جاتی ہیں۔ ہر قسم کی شورش سے اطمینان حاصل ہوتا ہے۔ اللہ تعالےٰ کے وعدوں پر کامل ترین یقین ہو جاتا ہے نفس کو استہلاک و اضمحلال (ہلاک ہونا اور گھٹنا) ہوتا ہے۔ جس طرح کہ برف دھوپ میں پگھل جاتی ہے۔ توحید شہودی جلوہ گر ہو جاتی ہے۔ "انا" مر جاتا ہے کہ سالک اپنے وجود کو حضرت حق جل مجدہ کے وجود کا پرتو اور اپنے وجود کے توابع کو حق تعالےٰ کے وجود کے پرتو کے توابع جانتا ہے جب خود کے لئے لفظ انا استعمال کرتا ہے تو اس کو مجاز سمجھتا ہے۔ اپنی نیتوں کو تہمت زدہ اور اپنے عملوں کو ناقص سمجھتا ہے۔

اخلاق حمیدہ پیدا ہو جاتے ہیں۔ رذائل اخلاق حرص، بخل، حسد، کینہ، تکبر، حب جاہ وغیرہ سے تزکیہ (صفائی) ہو جاتا ہے۔

ولایت کبریٰ اور سیر اسم الظاہر طے کرنے کے بعد اسم الباطن کی سیر و سلوک سامنے آتا ہے، سیر اسم الباطن کو ولایت علیا اور ولایت ملائکہ کرام کہا جاتا ہے۔ اس ولایت میں سوائے عنصر خاک عناصر ثلاثہ

یعنی آگ پانی، ہوا سے کام پڑتا ہے۔ مراقبہ میں ذات باری جو اسم الباطن کا مسمیٰ ہے کو ملحوظ رکھے۔ فیض کا منشار دائرہ ولایت علیا ہے۔ لاالہ الااللہ کا ذکر اور نفل نماز بکثرت پڑھنا ترقی بخشتا ہے۔ توجہ، حضور اور عناصر ثلاثہ میں عروج و نزول حاصل ہوتا ہے۔ اس دائرہ میں باطن کے اندر عجیب وسعت اور ملاء اعلیٰ (فرشتوں کی دنیا) کے ساتھ مناسبت پیدا ہو جاتی ہے اور ہو سکتا ہے کہ فرشتے ظاہر ہونے لگیں۔ اور ایسے راز جو پوشیدہ رکھنے کے لائق ہیں معلوم ہونے لگیں۔

جب اسم الظاہر اور اسم الباطن کی سیر سالک نے طے کر لی تو گویا اُس کو مقصود یعنی ذات بحت کی طرف سیر کے لئے دُو بازو میسّر آ گئے۔ ولایت علیا طے کرنے کے بعد اگر فضل الٰہی شامل ہو تو اُس کو سب سے پہلے کمالاتِ نبوت میں سیر واقع ہو گی۔ کمالاتِ نبوت کا مطلب ہے۔ تجلی ذاتی۔ دائمی۔ بے پردہ اسمار و صفات اس جگہ ذات بحت کا کہ جو منشار ہے کمالاتِ نبوت کا مراقبہ کرتے ہیں اور مورد فیض لطیفہ خاک ہے۔

اس عجیب مقام میں جس کے ایک نقطہ کا طے کرنا تمام

مقاماتِ ولایت سے بہتر ہے حضور بے جہت حاصل ہوتا ہے نگرانی، شورش، طلب، بے تابی شوق سب کے سب زائل ہو جاتے ہیں اور ان سے یقین حاصل ہو جاتا ہے. معرفت کے مقام، حال یہاں کوتاہ دست معلوم ہوتے ہیں. لا تدرکہ الابصار کے مصداق یافت اور ادراک یہاں پر نارسائی کی علامت ہے. نسبت باطن کی بے علمی اور ناشناسی اور وصل عریانی کی حقیقت حاصل ہوتی ہے. اور اس جگہ وصول ہے، حصول نہیں.

اتصالے بے تکیف بے قیاس
ہست رب الناس را با جانِ ناس

(یعنی لوگوں کے رب کو لوگوں کی جانوں کے ساتھ ایک بے اندازہ اور بے کیف اتصال ہے) صفائی قلب، اطمینان کامل. شریعت محمدیہ علی صاحبہا الف الف تحیہ کا اتباع، باطنی نسبت میں وسعت، اور بے رنگی و بے کیفی حاصل ہوتی ہے، اس مقام کے معارف انبیاء علیہم السلام کے شریعتیں ہیں. یہ انبیاء علیہم السلام کا مقام ہے اور دوسروں کو انبیاء کی متابعت و وراثت سے

حاصل ہوتا ہے۔ توحید وجودی وقیودی جو کہ معارف میں سے ہیں راستہ میں رہ جاتی ہیں۔ اس کے بعد کمالاتِ رسالت کا مراقبہ کرے، اس نیت سے کہ اُس ذات بحت سے جو کمالاتِ خاص رسالت کا منشاء ہے سالک کی ہیّت وجدانی پر فیض آرہا ہے دسوں لطیفوں میں تکمیل اور تقریر کو ہیّت وجدانی کہتے ہیں عروج ونزول واحدات تمام بدن کا حصہ ہے۔

قرآن مجید کی تلاوت اور لمبی قرآت کے ساتھ نفل نماز میں کمالات ثلاثہ اسی طرح حقائق سبعہ جن کا بیان آگے آرہا ہے میں ترقی بخشتا ہے۔ اس مرتبہ میں بھی بے رنگی اور بے کیفی کی کیفیت پیدا ہوتی ہے۔ یہ سارے مقامات ذات بحت حق سبحانٗ وتعالےٰ کے بحرِ بے کنار کی موجیں ہیں جل جلالہ وعم نوالہ۔

اس کے بعد اس ذات بحت سے جو کمالات اولوالعزم کا منشاء ہے اپنی ہیت وحدانی پر فیض لینے کا مراقبہ کرے۔

اس کے بعد حقیقت کعبہ کا مراقبہ کرے اس طرح کہ اس ذاتِ واجب الوجود سے جس کو تمام ممکنات سجدہ کرتی ہیں اور جو حقیقت کعبہ ربانی کا منشاء ہے میری ہیّت وحدانی پر فیض آرہا ہے۔ اللہ تبارک تعالیٰ کی عظمت اور بڑائی سالک

پر مشہود ہو جاتی ہے اور سالک کے باطن پر ہیبت غالب ہو جاتی ہے۔ جب فنا و بقاء اس مرتبہ پاک کی حاصل ہو جاتی ہے تو سالک خود کو بھی اس سے متصف سمجھتا ہے، اور ممکنات کی توجہ اپنی طرف سمجھتا ہے۔

بعد ازاں حقیقت قرآن مجید کا مراقبہ کرے کہ اُس کمال وسعت والی بے چون ذات سے جو منشاء حقیقت قرآن مجید ہے میری ہیئت وحدانی پر فیض آ رہا ہے۔ کلام الٰہی کے بطون اسرار اس جگہ ظاہر ہوتے ہیں اور کلام اللہ کے ہر حرف میں معانی کا ایک بے پایاں دریا نظر آتا ہے۔ جس سے گوہر مقصود حاصل ہوتا ہے۔ قرآن مجید پڑھنے کے وقت قاری کی زبان شجرِ موسوی کا حکم رکھتی ہے اور قاری کا تمام قالب زبان میں معلوم ہوتا ہے، قرآن مجید کے انوار کے ظاہر ہونے کی علامت عارف کے باطن کے اوپر ایک ثقل (بوجھ) کا وارد ہوتا ہے۔

آیت کریمہ انا سنلقی علیک قولا ثقیلا (بے شک عنقریب ہم تجھ پر ایک بھاری قول ڈالیں گے)، میں اس حقیقت کی طرف اشارہ ہے۔

اس پاک مرتبہ سے بھی اُونچا ایک اور مرتبہ ہے جس کا نام "حقیقت صلاۃ" ہے اس کا مراقبہ اس طرح معمول ہے کہ سالک نیت کرے کہ اُس ذاتِ بے مثل کمال وسعت والی بے چون سے جو حقیقت صلاۃ کا منشا ہے۔ میری ہیئت وحدانی پر فیض آرہا ہے۔ اس مقام کی بلندی کے بارے میں کیسے لب کشائی کی جائے۔ کیونکہ حقیقت قرآن مجید اس کا ایک حصّہ ہے اور حقیقت کعبہ دوسرا حصّہ جس سالک کو یہ پاکیزہ حقیقت مل جائے۔ تو وہ نماز کی ادائیگی کے وقت اس دار فانی سے چلا جاتا ہے اور دار آخرت میں داخل ہوجاتا ہے، حدیث شریف ان تعبداللہ کانک تراہ اس مقام کو پوری طرح آشکارا کرتی ہے۔ اور اسی حالت شریفہ کے متعلق حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ الصلاۃ معراج المومن (نماز مومن کی معراج ہے) نیز آپ نے ارشاد فرمایا ہے اقرب ما یکون العبد من الرب فی الصلاۃ (بندہ اپنے رب سے سب سے زیادہ نماز میں قریب ہوتا ہے) اگر نماز پڑھنے کا حکم نہیں فرماتا تو چہرہ مقصود کی نقاب کشائی کون کرتا۔ اور طالب کو مطلوب کی رہنمائی کون

کرتا۔ غمگساروں کو لذت بخشنے والی نماز ہے۔ بیماروں کو آرام پہنچانے والی نماز ہے۔" ارحنی یا بلال" اے بلال مجھے نماز کے ذریعہ راحت پہنچا) میں اسی کی طرف اشارہ ہے، اور قرۃ عینی فی صلوٰۃ ۔ میری آنکھ کی ٹھنڈک نماز ہے میں بھی اسی کی طرف رہنمائی ہے۔ لوگ نماز کی حقیقت سے ناواقف ہیں یہی وجہ ہے کہ صوفیوں کا ایک جم غفیر اپنے اضطراب اور فیض کی تسکین و علاج راگ و نغموں کے پردہ میں دیکھتے ہیں اور اپنے مطلوب کو سماع و وجد و تواجد میں تلاش کرتے ہیں اسی لئے وہ رقص و رقاصی کو اپنی عادت بنالیتے ہیں اگر نماز کے کمالات کا ایک شمہ بھی ان پر ظاہر ہوتا تو کبھی بھی سماع و نغمہ کا دم نہ بھرتے اور وجد و تواجد کو یاد نہ کرتے ع

چوں ندیدند حقیقت رہ افسانہ زوند

حقیقت صلاۃ کے اُوپر معبودیت صرفہ کا مرتبہ ہے جو کہ سب کی اصل اور سب کی جائے پناہ ہے اس مرتبہ میں وسعت اور اس کے ساتھ کوتاہی ظاہر ہوتی ہے۔ امتیاز راہ میں رہ جاتا ہے سیر قدمی تمام ہوجاتی ہے۔

لیکن الحمد اللہ نظر کو منع نہیں فرمایا گیا سیر قدمی کی کوئی گنجائش نہیں ہے یعنی پرواز سے اس میں نہیں پہنچ سکتا بلکہ سیر نظری ہے نظر یعنی فکر سے فیض لے سکتا ہے کیونکہ نظر ہر جگہ پہنچ سکتی ہے ؎

بلا بودی اگر ایں ہم بنودی

یعنی اگر یہ بھی نہیں ہوتا تو مصیبت ہوتی۔

اس مرتبہ میں مراقبہ۔ ذات محض جو معبودیت صرفہ کا منشا رہے کرتے ہیں، قف یا محمد (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم توقف فرمائیے) ہیں ممکن ہے اشارہ اسی کوتاہی قدم کی طرف ہو یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ٹھہر جائیے اور قدم آگے نہ بڑھائیے کیونکہ مرتبہ حقیقت کے اُوپر حضرت حق سبحانہ وتعالےٰ کے تجرد و تنزہ کا مرتبہ ہے کہ وہاں قدم کو جولانی کی اجازت نہیں ہے اور نہ گنجائش۔

کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ کی حقیقت اس مقام پر منکشف ہوتی ہے اور ماسوا اللہ سے عبادت کی نفی متشکل ہو جاتی ہے۔ اور اس بات کا یقین کامل کہ معبود حقیقی کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے۔ اس مقام میں حاصل ہوتا ہے

اور عابد معبود سے کما ینبغی جدا ہو جاتا ہے لا الٰہ الا اللہ کے معنی منتہیوں کے بہ نسبت لا معبود الا اللہ ہیں وہ اس جگہ معلوم ہو جاتے ہیں. جیسے کہ مبتدیون کے بہ نسبت لا موجود الا اللہ اور متوسطین کی بہ نسبت لا مقصود الا اللہ ہیں. اس مقام مقدس میں نظر اور تیز بصری میں ترقی نماز کی عبادت پر منحصر ہے.

جاننا چاہیئے کہ حقائق الٰہیہ کی سیر یہاں تک ختم ہو جاتی ہے اب ان حقائق میں ترقی صرف اللہ تعالےٰ کے فضل پر موقوف ہے اب حقائق ایشارکا بیان ہوتا ہے ان حقائق میں ترقی سید الابرار صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت پر موقوف ہے جیسا کہ حق سبحانہ اپنی ذات کو دوست رکھتا ہے. اسی طرح اپنی صفات اور افعال کو بھی دوست رکھتا ہے پس محبت کی دو قسمیں ہوئیں (۱) محبیت (۲) محبوبیت، محبیت ذاتیہ کے کمالات کا ظہور حضرت موسیٰ کلیم اللہ علی نبینا وعلیہ السلام میں اور کمالاتِ صفاتی و محبوبیت اسمائی کا ظہور حضرت ابراہیم خلیل اللہ علی نبینا وعلیہ الصلاۃ والسلام و دیگر

انبیاء علیہم السلام میں متحقق ہے۔ لہذا سالک کی سیر سب سے پہلے کمالاتِ صفاتی اور حقیقت ابراہیمی ہیں کہ مقام خلت اسی سے کنایہ ہے شروع ہوتی ہے۔

اس جگہ مراقبہ اس طرح کرے کہ اُس ذات سے جو حقیقت ابراہیمی کا منشار ہے میری ہیئت وحدانی پر فیض آتا ہے۔ یہ مقام بہت ہی عجیب اور بہت برکتوں والا ہے۔ انبیاء کرام اس مقام میں حضرت خلیل علیہ السلام کے تابع ہیں اور حبیب خدا سید الابرار صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی بموجب آیت کریمہ اتبع ملۃ ابراہیم حنیفا آپ ملت ابراہیم کی اتباع کریں جو سب سے ہٹ کر صرف اللہ کے ہونے والے ہیں، اتباع ملّت ابراہیمی کا حکم فرمایا۔ اسی لئے حضور نے اپنے درود کو حضرت ابراہیم کے درود سے تشبیہ فرمائی۔ چنانچہ آپ نے اُمت کو درود ابراہیمی کی تعلیم فرمائی۔ اللھم صلی اللہ علی محمد کما صلیت علی ابراہیم وعلی آل ابراہیم انک حمید مجید۔ اللھم بارک علی محمدؐ کما بارکتَ علی ابراہیم وعلی آلِ ابراہیم انک حمید مجید لسبب اس مقام میں درود ابراہیمی پڑھنا۔ ترقی بخشتا ہے اور سالک کو

ذات حق سبحانہ کے ساتھ خاص اُنس وخلوت پیدا ہو جاتی ہے اور محبوبیت صفاتی جو کہ عالم مجاز میں خط وخال اور قد و عارض وغیرہ سے تعبیر کی جاتی ہے بطور عکس جلوہ گر ہوتی ہے اس مقام کو طے کرنے کے بعد سالک کی سیر حقیقت موسوی جو کہ محبت صرفہ سے کنایہ ہے میں ہوتی ہے، مراقبہ اس طرح کرے کہ وہ ذات جو حقیقت موسوی کا منشار ہے میری ہیئت وحدانی پر فیض پہنچاتی ہے۔ اس مقام میں ایک عجیب کیفیت پوری قوت سے ظاہر ہوتی ہے کمالاتِ محبیت یعنی محبت ذاتی کا ظہور استغنا اور بے نیازی کے ساتھ ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ بعض موقعوں پر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بے تکلفی کے کلمات نکلے، چنانچہ اللہ تعالےٰ نے اُن کے کلام کو نقل کرتے ہوئے فرمایا۔ اِن ہی الا فتنتک۔

اس مقام میں درود شریف اللھم صل علی سیدنا محمد و آلہ واصحابہ وعلی جمیع الانبیاء والمرسلین خصوصاً علی کلیمک موسیٰ علیہ السلام ترقی بخشتا ہے۔

اس مقام سے اُوپر مرتبہ حقیقۃ الحقائق ہے

جس کو حقیقت محمدیہ علی صاحبہا الف الف تحیہ کہا جاتا ہے
اس جگہ مراقبہ اس طرح کیا جاتا ہے کہ وہ ذات جو محب
بھی ہے اور محبوب بھی اور حقیقت محمدی کا منشا رہے میری
ہیئت وحدانی پر فیض رساں ہے گویا نام نامی محمد صلی اللہ
علیہ وسلم کے دو میم محبّیت و محبوبیت کی طرف اشارہ ہیں۔
اس مقدس مقام میں خاص طرز پر فنا و بقا حاصل ہوتی ہے
اور سرور دین و دنیا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک
خاص قسم کا اتحاد میسّر ہو جاتا ہے اور رفع توسط کے معنی کہ
اکابر اولیاء اس کے قائل ہوتے ہیں یہاں ظاہر ہوتے ہیں
اور تابع متبوع کے رنگ میں ایسی مشابہت پیدا کر لیتا
ہے گویا کہ ہر دو ایک ہی چشمے سے پانی پیتے ہیں اور دونوں
ہم آغوش و ہمکنار ہیں اور دونوں ایک ہی بستر سے ہیں
اور شیر و شکر ہیں۔ اور اس درجہ محبت آن سرور صلی اللہ
علیہ وسلم سے پیدا ہو جاتی ہے کہ امام الطریقہ حضرت
مجدد الف ثانیؒ کے اس قول کے معنی ظاہر ہوتے ہیں کہ
میں خدائے عز و جل کو اس لئے دوست رکھتا ہوں کہ وہ
محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا رب ہے۔ اس مقام میں سالک کو

اپنے تمام دینی و دنیوی امور اور ہر حرکت و سکون میں محبوب رب العالمین سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع سے کامل رغبت ہو جاتی ہے۔ کثرت درود ترقی بخشتا ہے۔

مرتبہ حقیقت محمدی علی صاحبہا الف الف تحیۃ ظہور اوّل ہے اور اس کو حقیقۃ الحقائق بھی کہتے ہیں اس لئے کہ یہ تمام حقائق خواہ وہ حقائق انبیاء ہوں یا حقائق ملائکہ علیہم الصلوٰۃ والسلام اس کے لئے ظل کی مانند ہیں۔

حقیقت محمدی کے بعد سالک کی ترقی دائرہ حقیقت احمدی میں ہوتی ہے۔ اس مرتبہ میں مراقبہ اس طرح کرے کہ وہ ذات جو حقیقت احمدی کا منشاء ہے۔ میری ہیئت وحدانی پر فیض رساں ہے۔ اس مقام بلند میں نسبت سابقہ غلبہ انوار کے ساتھ جلوہ گر ہوتی ہے اور عجیب و غریب کیفیت پیدا ہوتی ہے۔ جو بیان کرنے اور لکھنے سے باہر ہے۔ محبوبیت ذاتی اس مقام پر منکشف ہوتی ہے۔ محبوبیت ذاتی کا مطلب یہ ہے کہ صرف ذات سے قطع نظر صفات سے محبت کی جائے محبوبیت صفاتی کے سلسلہ میں پہلے گذر چکا ہے کہ محبوب

کے چند صفات ہوتے ہیں جن کی وجہ سے محبت کی جاتی ہے۔
البتہ یہ امر ذوقی ہے جب تک ذوق نہ ہو یہ امر حاصل
نہیں ہوتا۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

آندارو آن نگار کہ آنست ہر چہ ہست
آنرا طلب کنند حریفان کہ آن کجا است

ایک دوسرا شاعر کہتا ہے۔

شاہد آن نیست کہ موے و میانے دارد
بندہ طلعت آن باش کہ آنے دارد

یعنی معشوق وہ نہیں ہے کہ جس کے بال دلفریب اور جس
کی کمر پتلی ہو ہم تو اس کی خوبصورتی کے قائل ہیں جو کوئی
ادا رکھتا ہو۔

اس مرتبہ میں درود شریف اللھم صلی علی سیدنا محمد
وعلی آل سیدنا محمد واصحاب سیدنا محمد افضل صلواتک
عدد معلوماتک وبارک وسلم کذلک ترقی بخشتا ہے۔

اب بطور وضاحت مقام حضرت قیوم ربانی مجدد
الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کے مکتوبات سے چند سطور تحریر کرتا
ہوں۔ آپؒ نے فرمایا کہ ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم دو

ناموں کے ساتھ موسوم ہیں اور آپ کے دونوں اسمائے مبارکہ قرآن مجید میں ذکر کئے گئے ہیں، محمد رسول اللہ۔ اور اسمہ احمد۔ اور ان دونوں مبارک ناموں کی ولایت علیٰحدہ علیٰحدہ ہے۔ ولایت محمدی اگرچہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقام محبوبیت ہی سے پیدا ہوئی ہے مگر اس جگہ آپؐ کی محبوبیت، محض محبوبیت نہیں ہے، محبت سے بھی میل رکھتی ہے، اگرچہ یہ میل اصالتاً ثابت نہ ہو، لیکن مقام محبوبیت محضہ کو مانع ہے!

اور ولایت احمد نری محبوبیت ہے کہ اس میں محبت کا شائبہ بھی نہیں اور یہ ولایت پہلی ولایت سے مطلوب سے نزدیکی کے اعتبار سے ایک مرحلہ آگے ہے، اور محب کے لئے مرغوب تر ہے، کیونکہ محبوب اگرچہ محبوبیت تام رکھتا ہے اور استغنا و بے نیازی اس کی کامل تر ہوتی ہے، محب کی نظر میں زیادہ زیبا اور زیادہ رعنا ہوتا ہے اور اکثر محب کو اپنی طرف کھینچتا اور اسے والہ و فریفتہ بناتا ہے۔

مرے لئے صرف اسکی زیبائی ہی آفت نہیں ہے
بلکہ اسکی بے نیازی میرے لئے زیادہ مصیبت ہے

اور اس مصیبت و بلا سے مراد عشق کا افراط ہے کہ محبوب خود عاشق ہے، سبحان اللہ اسم احمد کی کیا شان ہے، کہ کلمہ مقدسہ احد سے اور حرف میم کے حلقہ سے جو اسرار الٰہی کے غوامض سے ہے مرکب ہے۔

اللہ تعالےٰ نے عالم بے چوں میں، گنجائش نہیں رکھی کہ عالم چوں میں اس سر مکنون کی تعبیر بغیر حلقہ میم کے سما سکے، اگر گنجائش ہوتی تو اللہ تعالےٰ اس کے ساتھ تعبیر فرماتے۔

وہ احد ہے، اس کا کوئی شریک نہیں اور حلقۂ میم طوق عبودیت ہے کہ بندہ کو مولا سے متمیز کرتا ہے، پس بندہ وہی حلقۂ میم ہے اور لفظ احد اس کی تعظیم کے لئے اور اظہار خصوصیت کے لئے لایا گیا، فصلی اللہ علیہ و علی آلہ و اصحابہ وسلم

سوال :۔ مشائخ نے فنا و بقا کا جو ذکر فرمایا اور ولایت کو اس کے ساتھ مربوط فرمایا تو اس کا کیا مطلب ہے اور جو فنا و بقا تعین محمدی کے سلسلہ میں ذکر کی گئی۔ اس کے کیا معنی ہیں۔

جواب :۔ وہ فنا و بقا جس کے ساتھ ولایت مربوط

ہے شہود کی فنا و بقا ہے۔ اگر فنا زوال ہے تو باعتبار نظر ہے اور اگر بقا اثبات ہے تو وہ بھی باعتبار نظر ہے' وہاں صفات بشری کا پوشیدہ ہو جانا مراد ہے۔ نہ کہ زوال۔ اور تعین کا فنا ایسا نہیں بلکہ اس میں صفات بشری کا زوال وجودی محقق ہوتا ہے۔ اور جسد سے تکوینی روح کا انخلا ہے۔

اور تعین کے بقا میں بھی بندہ اگرچہ حق نہیں ہو جاتا اور نہ بندگی کے دائرہ سے نکل جاتا ہے بلکہ حق سے بہت زیادہ نزدیک ہو جاتا ہے اور بہت زیادہ معیت پیدا ہو جاتی ہے اور اپنے آپ سے اتنا دور ہو جاتا ہے کہ اس سے احکام بشری مسلوب ہو جاتے ہیں۔

مرتبہ حقیقت احدی طے کرنے کے بعد "حُبّ صرف" کا مقام آتا ہے اس جگہ مراقبہ ذات جو حُب صرف کا منشا ہے کرتے ہیں۔ اس مقام میں کمال بلندی اور بے رنگی لازمی امر ہے، ذات مطلق اور لاتعین کے بہت قریب ہونے کی وجہ سے کیونکہ سب سے پہلی چیز محبت ہے جو کہ ذاتِ مطلق سے ظہور پذیر ہوتی یہی محبت منشا ظہور و مبدا تخلیق مخلوقات ہے۔ حدیث شریف۔

کنت کنزاً مخفیاً	میں ایک چھپا ہوا خزانہ تھا
فاحببت ان اُعرف	میں نے چاہا کہ میں پہچانا جاؤں
فخلقت الخلق لان	تو میں نے مخلوق کو پیدا کیا
اُعرف	تاکہ میں پہچانا جاؤں۔

ہمارے اس مدعا پر نص قطعی ہے اور اصل میں حقیقت محمدی یہی ہے اور جو پہلے بیان ہوئی وہ اس کا ظل ہے۔

حدیث قدسی۔

لولاک لما خلقت	محمد صلی اللہ علیہ وسلم اگر آپ
الافلاک ولولاک	نہیں ہوتے تو میں آسمانوں
لما اظہرت الربوبیۃ	کو پیدا نہیں کرتا اور اگر آپ
	نہیں ہوتے تو میں اپنی ربوبیت
	کو ظاہر نہیں کرتا۔

میں بھی اس امر کی طرف اشارہ ہے (خوب سمجھ لو اور کوتاہی کرنے والوں میں سے نہ ہو جاؤ) یہ مقام حضرت سید الاولین والآخرین صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مخصوص ہے دوسرے انبیاء علیہ السلام کے حقائق اس جگہ پائے نہیں جاتے اس کے بعد مقام "لاتعین" اور حضرت ذات کے اطلاق کا مرتبہ

ہے کہ قدم کے لئے وہاں جولانی کی گنجائش نہیں، یعنی سیر قدمی نہیں ہے۔ سیر نظری البتہ موجود ہے اور چونکہ حضرت ذات کی کوئی انتہا نہیں نظر عاجز حیران اور سرگردان ہے کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

دامان نگہ تنگ و گل حسن تو بسیار
گلچین بہار تو ز داماں گلہ دارد

یہ مقام بھی حضور سیّد کائنات علیہ الصلاۃ والتسلیمات کے ساتھ خاص ہے اس جگہ مراقبہ اُس ذات کا جو تعینات سے بری ہے کرتے ہیں۔

یہ ہے مختصر طور پر مقامات کا بیان۔ جس کے ساتھ اللہ تعالےٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے حضرت مجدد الف ثانیؒ کو سرفراز اور ممتاز فرمایا اور ایک نیا طریقہ عنایت فرمایا۔

ذٰلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذوالفضل العظیم۔

حضرت مجدد الف ثانیؒ اور آپ کے عظیم فرزندوں اور آپ کے بلند مرتبہ خلفاء۔ بڑے بڑے علماء اور عقلاء اور

ارباب دانش و بینش کے ایک جہان کو ان مقامات قرب سے بہرہ ور اور کامیاب بنایا ہے۔

چنانچہ اس ذرہ بے مقدار اور لاشی بے اعتبار کو ان دو بزرگ شیوخ اور کامل قطبون نے (جن میں ایک تو میرے والد ماجد، سنت کے زندہ کرنے والے، بدعات کو قطع کرنے والے حلم و حیا کے مصوّر، جود و سخا کے منبع تمکین و استقامت کے پہاڑ، طریقت و حقیقت کے رازوں کے واقف یگانہ روزگار ہمارے آقا، ہمارے ہادی حضرت، شاہ ابو سعید صاحب اللہ تعالےٰ ان کی رہنمائی کو طالبوں کے سروں پر تادیر دائم و برقرار رکھے آپ کی تاریخ ولادت اس مصرعہ سے ظاہر ہے "عالم و حافظ ولی باد" اور آپ کا اسم مبارک بطور تعمیہ اس بیت سے ظاہر ہوتا ہے :-

قدت را بوی معطر چو دید
کلاہ سعادت بپوشید عید

(آپ کے قد کو خوشبو کے ساتھ معطر جب دیکھا تو عید نے کلاہ سعادت پہن لی)

فی المھد ینطق عن سعادة جدہٖ اثر النجابة ساطع البرھان
(جھولے میں اپنے دادا کی سعادت

کے متعلق گویا ہے، شرافت نسبتی کے اثرات بالکل ظاہر ہیں

"فرد" سعید از ازل آمدہ نام او۔ سعادت بود اولین گام او

دازل سے ان کا نام سعید ہے، سعادت اُن کا پہلا قدم ہے

آج کل آپ اپنے پیر و مرشد کی مسند ہدایت و ارشاد پر فائز ہو کر ہزاروں طالبانِ حق کو جو دنیا کے حصّوں سے چیونٹیوں اور ٹڈیوں کی طرح آپ کے آستانہ پر حاضر ہوتے فیض رساں ہیں اور شریعت محمدی اور طریقہ احمدی کی ترویج و اشاعت میں اپنے آباو اجد کی طرح سرگرم عمل ہیں اللہم زد فزد وکثرا خواننافی الدین۔

دوسرے قطبوں کے قطب بوڑھوں اور جوانوں کے شیخ تیرھویں صدی کے مجدّد نائب رسول خلیفہ خدا، شریعت محمدی کی ترویج کرنے والے عالم ربانی، محبوب صمدانی، ہمارے امام ہمارے قبلہ ہمارے مرشد ہمارے ہادی حضرت شاہ عبداللہ المعروف شاہ غلام علی النقشبندی احمدی اللہ تعالےٰ آپ پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے اور آپ کی برکات کا فیضان ہم پر جاری رکھے۔ آپ کا پہلا اسم مبارک اس بیت سے بطور تعمیہ نکلتا ہے

ترکش تو بدست جائے عصا قیامتی
زین دو بلا گریز نیست کاش بجاہ او فتم

اور آپ کا دوسرا نام اس شعر سے ظاہر ہے

منع نظارہ رامکن لطف تو ایں قدر بس است
بندہ چشم خویش دان بہر من ایں نظر بس است

(اپنی طرف دیکھنے کو منع نہ کر تیری مہربانی بس یہی کافی ہے اپنی آنکھوں کا غلام سمجھ میرے لئے یہ نظر کافی ہے) اور آپ کی ولادت باسعادت، عمر مبارک اور سال وفات اس سے نکلتا ہے۔

سالِ تولید و حیات و فوت آن سلطان پاک
مظہر جود و امام و مظہر نیہ داں پاک

نیز تاریخ وفات اس مصرعہ سے ظاہر ہوتی ہے

جان بحق نقشبند ثانی داد

نور اللہ مضجعہ (اللہ تعالےٰ آپ کی آرام گاہ کو انوار سے بھر دے) یہی آپ کی تاریخ وفات ہے. حضرت مولانا خالد رومی کہ جو حضرت رحمتہ اللہ علیہ کے کامل ترین اور بزرگ ترین خلیفہ ہیں، بلاد عرب۔ روم، شام میں قبولیت اور شہرت رکھتے ہیں، خوارق و کرامات آپ سے ظہور پذیر

ہوتے ہیں خواص و عوام متلاشیان حق کے آپ پناہ گاہ ہیں، موصوف نے ایک قصیدہ حضرت پیرو مرشد کی تعریف میں نظم کیا ہے۔ اس کے چند اشعار آپ کی یاد تازہ کرنے کے سلسلہ میں درج ہیں۔

ولیوں کے پیشوا دشت خدا بینی کی سیاحت کرنے والے اللہ تعالےٰ کے دوست دریائے معرفت الٰہی کے سیاح۔ تمام اولیاء دین کے چراغ، پیشواؤں کے رہنما، روحانی بزرگوں کے قبلہ و کعبہ، دنیا کے چراغ، علم و نظر کے سورج، خزانہ معرفت کی کنجی۔ اسرار الٰہی کے خزانہ قدس کے امین، عبداللہ ور ایسے بادشاہ کہ آپ کی توجہ سے سیاہ پتھر بھی لعل بدخشاں کی خاصیت دیتا ہے ہندوستان آپ کی انفاس کی برکت سے یمن ہوگیا۔ انفاس رحمانی کی مہک برابر جاری ہے۔ اگرچہ آپ کے مشعل کی جگہ دہلی ہو لیکن آپ کی مشعل سے دنیا ایک کونے سے لے کر دوسرے کونے تک نورانی ہے۔

نوع انسانی میں آپ کی کوئی مثل نہیں ہے آپ کے فیض کی موجودگی میں سورج کو دُنیا کی حکمرانی کا دعویٰ زیب نہیں دیتا۔ آسمان کے لئے آپ کی عظمت و

رفعت کے مقابلہ میں برابری کا امکان نہیں ہے۔ ہوا کو آپ کی بارگاہ میں آہستہ روی کی تاب نہیں ہے۔ اور آپ کی ہمت کے سامنے پہاڑ کو گران جانی کی۔

اگر پہلے زمانے کے استاد اس زمانہ میں ہوتے تو آپ کی محفل میں زانوئے تلمذ تہ کرتے، بزرگوں نے معارف کے جو سینکڑوں دفتر بیان کئے وہ سب آپ کو ازبر ہیں اور وہ تمام بزرگ آپ کے نزدیک طفل مکتب کی حیثیت رکھتے ہیں۔

بہت سے بسطامی اور منصور جیسے بزرگ آپ کے کوچہ میں پڑے ہوئے ہیں، لیکن آپ نے اس بلند مرتبہ کے باوجود منہ سے انا الحق نہیں نکالا۔ زمانہ بھر کے اقطاب کا آپ کے معاملہ میں دعوئی رہنمائی ایسا ہی زیب دیتا، جیسا کہ اندھیرا روشن چاند کے مقابلہ میں ٹبر ہانکے آپ کی روحانیت کے مقابلہ میں دیگر ارواح اتنی پست ہیں کہ آپ کے قلعہ فکر تک ان کی پہنچ ہی نہیں ہو سکتی۔

آپ نے اپنی توجہات سے تمام مقاماتِ مجددی میں سرفراز اور ممتاز فرمایا اور اپنی ناقص استعداد کے موافق ہر مقام کی کیفیت و برکت اور نور جدا جدا دریافت کی ان

میں سے بعض راز چھپانے کے لائق ہیں کہ ان کے بیان کرنے کا مجھے حکم نہیں دیا گیا ہے۔

سبحان اللہ اپنے پیر دستگیر جن پر میری دل وجان قربان ہو کی قوت توجہ کو کس طرح بیان کروں کہ آپ جب ایک مقام کی توجہ دِلاتے تھے تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اس مقام کو اپنی جگہ سے اٹھا کر مجھ کمترین پر ڈال دیا ہے یا اس حقیر کو امکان کی پستی سے اٹھا کر مقام بلند پر پہنچا دیا ہے حضرت والا کی عنایت وشفقت اس نا اہل پر اس قدر تھی کہ اگر ساری عمر اپنی پلکوں سے آپ کے آستانہ کی جاروب کشی کروں تب بھی معمولی سا حق تربیت والا کا ادا نہ ہو۔

(فرد)

اگر میرے رونگٹے کو زبان دے دی جائے تو آپ کے ہزار احسانات کا ایک شکر بھی ادا نہ کرسکوں۔ چنانچہ ایک روز بندہ نوازی کرتے ہوئے اپنے غلام کو آپ نے طلب فرمایا اور اپنے نزدیک بٹھلایا اور پیرانِ کبار کی فاتحہ پڑھکر میری طرف توجہ فرمائی۔ میں نے دیکھا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مجدد الف ثانیؒ خازن الرحمۃ شیخ محمد سعید

حضرت عروۃ الوثقیٰ خواجہ محمد معصوم تشریف لاتے ہیں اور حضرت پیر دستگیر کی جگہ پر حضرت مجدد الف ثانی تشریف فرما ہوئے، اور حضرت مجدد کے سر مبارک کی طرف تھوڑے فاصلہ پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہوا میں معلق تشریف فرما ہیں اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اس حقیر پر توجہ مبذول فرما رہے ہیں اس طرح کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فیض حضرت مجدد سے ہوتا ہوا اس خاکسار تک پہنچ رہا ہے اور اس ناچیز ذرہ کو روشن و منور بنا رہا ہے، اس وقت جو عجیب و غریب کیفیت حاصل ہوئی وہ نہ بیان کی جا سکتی ہے، نہ تحریر میں سما سکتی ہے، بہت دیر تک بیہوش رہا، اور نسبت خاص کے دریا میں مستغرق رہا۔

اس حلقہ میں والد محترم مدظلہٗ اور عم مکرم شاہ رؤف احمد صاحب جو والد محترم کے اجل خلفا میں ہیں اور جنھوں نے آپ کے ملفوظات و مکتوبات جمع فرمائے ہیں نیز سید اسمٰعیل مدنی جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اشارۂ غیبی کے سبب نسبت باطنی کے حصول کے لئے پیر و مرشد کی خدمت میں حاضر ہوئے، بحالت مراقبہ موجود تھے، بوقت

صبح جب پیر و مرشد مدظلہٗ سے اپنا یہ مشاہدہ عرض کیا تو آپ نے اس کی تصویب و تصدیق فرمائی، مگر اخفا کا حکم فرمایا۔

اس واقعہ کے بیان کرنے کا مقصد پیر و مرشد کی قوت و تصرف کا اظہار ہے کہ اللہ تعالےٰ نے آپ کو کتنے بلند مرتبہ اور عالی مقام پر فائز فرمایا تھا۔ آپ کا وجود مبارک منجملہ آیات الٰہی کے ایک آیت اور خدا تعالےٰ کی بے پایاں رحمتوں میں ایک رحمت تھا عالم میں آپ کی مثال اسی طرح معدوم ہے جیسے عنقا مغربی کا وجود ؎

میں نے دنیا چھان ماری، بہت سے حسینوں
کے لطف و کرم آزمائے، بہت سے حسین دیکھے
مگر تم چیز ہی کچھ اور ہو۔

نیز اسی دوران عید قربان کے موقع پر مجمع عام کیسامنے اپنے در کے اس حقیر خادم کو اپنے دستِ مبارک سے ملبوس خاص کلاہ، عمامہ اور پیراہن پہنانے کے شرف سے مشرف فرمایا، اور اجازت سے سرفراز فرما کر تا دیر دعاؤں سے مفتخر فرمایا۔

اللہ تعالےٰ کا شکر و احسان ہے کہ حضرت پیر و مرشد کی عنایت اور توجہ کی برکت سے اس خاندان شریف کی نسبت سے گونہ مناسبت پیدا ہوئی اور اللہ تعالےٰ اس بات پر بھی قادر ہے کہ وہ اس مرتبہ پر فائز فرما دے جس کا دِل متمنی ہے۔

کن لی ربی کما کنت بحمد و اجعلنی لک کما جعلت محمد صلی اللہ علیہ وسلم میرے ورد زبان ہے، اور بار بار یہ رباعی پڑھنے کو دِل چاہتا ہے۔

میں چاہتا ہوں کہ ہمیشہ تری تمنا میں جیوں
خاک ہو جاؤں اور تیرے قدموں میں پڑا رہوں
مجھ خستہ و خراب کا پوری کائنات میں تو ہی مقصود ہے
میرا مرنا بھی تیرے لئے ہے اور جینا بھی،

اے میرے معبود اے میرے مولا، تیری درگاہ میں قبولیت کے لائق میرے پاس کوئی عمل نہیں میرے دائیں طرف کا فرشتہ بیکار و معطل ہے کہ اس کے لکھنے کے لائق کوئی عمل نہیں، اور بائیں طرف کا کاتب خوب چوکس کہ سر سے پا تک بحر عصیاں میں غرق ہوں، اور گناہوں میں جکڑا ہوا ظلم

گناہوں کے بوجھ سے دبا اور جھکا ہوا حاضر ہوا ہوں اگر آپ دستگیری نہ فرمائیں گے تو لڑکھڑا کر گر پڑوں گا۔ آپ کے لطف وکرم سے مغفرت کی اُمید رکھتا ہوں، کیونکہ اپنی رحمت سے مایوس ہونے کو آپ نے منع فرمادیا ہے۔

قطعہ:۔ روز ازل میں تونے میری کیفیت ملاحظہ فرمائی تھی اور باوجود عیب دار ہونے کے مجھے اپنا بندہ بنالیا تھا۔

آپ کا علم بھی وہی میرا عیب بھی وہی، اب جس کو تو نے پسند کرلیا تھا اس کو رد نہ کر۔

اے اللہ تیری مغفرت میرے گناہوں سے وسیع تر ہے، اور تیری رحمت ہی اپنے اعمال کے مقابلہ میں سہارا ہے۔ میرے ساتھ وہ سلوک فرما جو تیری رحمت کا مقتضا اور ترے شایان شان ہے، وہ برتاؤ نہ کر جس کا میں مستحق ہوں۔

رباعی:۔ میں تو غمگین ومہجور دل رکھتا ہوں، اس کی پرسش نہ فرمائیے بس بخش دیجئے، سو طرح کے واقعات در پردہ ہیں پرسش نہ کر معاف فرمادے۔ اگر اعمال کی پوچھ گچھ کی تو مجھے شرم آئے گی اے اکرم الاکرمین پوچھ تاچھ نہ کر بس بخشش فرما۔

پیر و مرشد رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد بھی آپ کی عنایت کو اسی طرح اپنے شامل حال دیکھتا ہوں، جب بھی کوئی دشواری پیش آتی ہے آپ کے مزار پر حاضر ہو کر عرض کرتا ہوں اور وہ مشکل حل ہو جاتی ہے۔

ایک بار خواب میں دیکھا کہ حضرت کے قریب بیٹھا ہوں اور حضرت مجھ پر توجہ فرما رہے ہیں، آپ کی توجہ شریف کا اثر اپنے اندر بے تابی و بے قراری کی صورت میں محسوس کر رہا ہوں کبھی اس طرف لڑھک جاتا ہوں کبھی دوسری طرف اس وقت آفتاب کی طرح منور ایک نحیف جسم ظاہر ہوا اس کی شعاعوں نے پوری مجلس کو احاطہ کر لیا اور منور بنا دیا۔ توجہ سے فارغ ہو کر اس ناچیز سے آپ نے دریافت فرمایا کہ معلوم ہے میں نے کونسی نسبت کی توجہ تم پر ڈالی ہے، عرض کیا کسی نئی نسبت سے سرفراز فرمایا گیا ہوں جس کے نام سے ناواقف ہوں، آپ نے ارشاد فرمایا کہ تجھے نسبتِ **عشقی** سے بلندی اور اعزاز بخشا گیا ہے۔

نیز ایک مرتبہ دیکھا کہ ایک مسجد میں بہت بڑا اجتماع ہے جس میں پیر و مرشد رحمۃ اللہ علیہ میر مجلس ہیں والد محترم

بھی تشریف رکھتے ہیں، اور آپ سے عرض کر رہے ہیں کہ جناب، میرے پاس کچھ گندم بھی ہیں نے ایک شخص سے کہا کہ ان کو بھنوا کر فقراء میں تقسیم کر دو، اس کے علاوہ میرے پاس کچھ نہ رہا۔

اسی دوران حضرت کمر کس کر اور عصا اٹھا کر کھڑے ہو گئے۔ میں بھی اپنے ایک مخلص کے ساتھ حضرت کے ہمراہ روانہ ہوا، حضرت باوجود ضعف پیرانہ سالی کے اتنی تیز رفتار سے چل رہے تھے گویا ہوا پر اُڑ رہے ہیں۔ فدوی بھی کوشش کر کے قدم بقدم چلا جا رہا ہے، حضرت کے دست مبارک میں ایک برتن ہے جس میں کھانے کے قسم کی کوئی چیز ہے اور میرے ہاتھ میں بھی ویسا ہی ایک برتن ہے جو کھانے سے پُر ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ حضرت کا بوجھ اُٹھا لوں چنانچہ اپنا بوجھ اپنے ساتھی کو تھما کر حضرت سے وہ بوجھ طلب کیا آپ نے بخوشی فدوی کو دے دیا۔ اس وقت آپ کی زبان پر لفظ مبارک اللہ جاری تھا۔

بندہ نے آداب سرفرازی بجا لا کر وہ بوجھ اٹھا لیا اور آپ کی ہمراہی میں لپکا۔ اسی دوران ایک آبادی ظاہر ہوئی اور ہم اس میں داخل ہوئے اور ایک مسجد کے قریب پہنچے، جس کے

دو راستے تھے، ایک راستہ تو آمد و رفت کا معلوم ہوتا تھا کہ اس کے درمیان بہت بڑا زینہ تھا، دوسرا راستہ بند معلوم ہوتا تھا جو مسجد کے قرب و جوار میں رہنے والوں میں سے ایک کے گھر میں سے جاتا تھا، جو بہت ہی نزدیک پڑتا تھا لیکن اس راہ میں گندگی حائل تھی۔ فقیر نے حضرت کے ضعف و ناتوانی کا خیال کر کے عرض کیا کہ حضرت یہ آمد و رفت کا عام راستہ ذرا دشوار ہے یہ دوسرا راستہ زیادہ آسان اور زیادہ قریب ہے اگر اس سے تشریف لے چلیں تو بہتر ہے البتہ اس راہ میں کچھ گندگی ہے! آپ نے فرمایا کوئی حرج نہیں، ہاتھ ناک پر رکھ کر گذر جاؤں گا تم بھی ایسا کر لو۔ چنانچہ تعمیل ارشاد کرتے ہوئے وہاں سے گذر کر پاک و صاف مسجد میں بیٹھ گیا اور اس مقام کی حقیقت کے انوار و برکات سے جن کی تعبیر حقیقت صلوٰۃ بیان کی جاتی ہے اور جو سالکوں کا منتہائے قدم شمار ہوتا ہے بہرہ ور ہوا۔

اس خواب کی تعبیر میں چند بشارات مستفاد ہوتی ہیں۔

بشارت اوّل:۔ **خلافت خاصہ کی طرف اشارہ ہے۔**

بشارت دوم۔ راہ سلوک کی، سیر مُرادی کی جانب اشارہ ہے اور

بشارت سوم:۔ دنیا و اسباب دُنیا کے مضر نہ ہونے کی طرف اشارہ ہے۔ جو بھی اس واقعہ مذکورہ پر غور کرے گا یہی سمجھے گا۔

ایک مرتبہ فقیر کے ایک ساتھی نے درخواست کی کہ نسبت قادری کی طرف توجہ دوں! چنانچہ حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کی روح مبارک پر ایصال ثواب کر کے متوجہ ہوا۔ تو دیکھا کہ حضرت ممدوح رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے، اور میری گردن پر رونق افروز ہوئے۔ اور اپنے سر مبارک سے تاج مزّین اتار کر حقیر کے سر پر پہنایا۔ اور اپنی خاص نسبت سے سرفراز فرمایا۔ چنانچہ کچھ دنوں تک حضرت کی نسبت غالب رہی، اور اس کی لذت تو اب تک یاد ہے۔ حضرت موصوف کی نسبت مخصوصہ کی کیفیت بیان میں نہیں آسکتی ہے۔ بخدا جب تک چکھ نہ لو اس کا مزہ جان ہی نہیں سکتے۔

اللہ سبحانہ وتعالےٰ ان حضرات کو بہترین جزا عطا فرمائے

اوران کے کمالات اور برکات سے ہم کوبھی بھرپور اور کامل حصہ مرحمت فرمائے جیسی کہ ہماری تمنا اور خواہش ہے (آمین)

اس قسم کے واقعات ومقامات بہت ہیں کہ سب کا احاطہ باعث طوالت ومنافی اختصار ہوگا جو اس رسالہ کا مقصود ہے حضرت پیر دستگیر رحمتہ اللہ علیہ کے احوال، کشف وکرامات، دن رات کے عبادات ومعمولات پر انشاء اللہ مستقل کتاب لکھوں گا۔

اب قادریہ وچشتیہ کے اشغال کا بیان مناسب معلوم ہوتا ہے تاکہ یہ مختصر رسالہ جامع سلاسل ہو اور اس کا نفع عام وتام ہو۔

نہر دوم

اشغال مشائخ جیلانیہ کے بیان میں ہے۔

مشائخ جیلانیہ امام طریقت محبوب سبحانی قطب ربّانی غوث صمدانی سیّد ابو محمد محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی نسبت کے حامل ہیں۔ آپ کی ولادت باسعادت سنہ ۴۷۱ھ میں ہوئی اور وفات شریف ۵۶۲ھ

ہیں۔ آپ کی عمر مبارک اکانوے سال کو پہنچی، آپ کی ولادت وفات اور عمر کے سنین کے لئے فارسی کا یہ شعر بہت ہی مشہور ومعروف ہے۔

سنینش کامل و عاشق تولد
وصالش دان ز معشوق الہٰی

واضح رہے کہ ابتدا میں اس خاندان کے ہاں طالب کو ذکر جہر متوسط کی تعلیم دی جاتی ہے۔ جس کی ۲ دو قسمیں ہیں ۱۔ اسم ذات ۲۔ نفی واثبات۔ پھر اسم ذات چار قسم کا ہے۔ قسم اوّل۔ یک ضربی ہے۔ جس کی صورت یہ ہے کہ شدومد اور جہر کے ساتھ قلب وحلق کی قوت سے اللہ کہے۔ پھر تھوڑا توقف کرے تاکہ سانس قرار پائے۔ پھر اسی طرح ضرب لگائے اور اسی کو معمول بنا کر اس کو ورد بنالے۔

قسم دوم۔ دوضربی ہے اس کا طریقہ یہ ہے کہ نماز کی ہیئت پر دوزانو بیٹھے اور لفظ اللہ کی پہلی ضرب دائیں زانو پر لگا کر فوراً دوسری ضرب دِل پر لگائے۔ اس میں فصل نہ کرے، اور یہ بھی ضروری ہے کہ دونوں ضربیں

پوری شدت و قوت سے لگائے، خاص کر دِل پر ضرب شدت سے پڑے۔ تاکہ دِل متاثر ہوا ور جمعیت خاطر حاصل ہو۔

قسم سوم سہ ضربی ہے۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ چارزانو بیٹھے اور ضرب لگائے۔ پہلی ضرب دائیں زانو پر۔ دوسری بائیں زانو پر اور تیسری دل پر، شدت وجہر کے ساتھ۔

قسم چہارم۔ چار ضربی ہے۔ اس میں بھی نشست چارزانو ہی ہوتی ہے۔ پہلی ضرب دائیں زانو پر، دوسری بائیں پر، تیسری دل پر اور چوتھی اپنے سامنے، یہ چوتھی ضرب سب سے زیادہ شدید اور آواز کی بلندی کے ساتھ لگائے۔

دوسری قسم نفی واثبات میں لا الٰہ الا اللہ کی ضرب لگائی جاتی ہے۔ اس کی صورت یہ ہے کہ دوزانو رو بقبلہ بیٹھے دونوں آنکھوں کو بند کر کے لفظ لا کہے۔ لا کہتے وقت سانس ناف سے کھینچے اور دائیں کندھے تک لے جائے، پھر الٰہ کہے اور اس کو اصل دماغ سے نکالے اس کے بعد الا اللہ کی ضرب شدت و قوت کے ساتھ

دِل پر لگائے۔ نفی کے وقت، معبودیت و مقصودیت غیر، خدا کی نفی کا دھیان رکھے، اور اثبات کے کلمہ کے وقت اللہ تعالےٰ کے اثبات کا تصور کرے۔

ضربات کی شرط، شدّت و جہر اور مقام و مکان کی رعایت میں حکمت یہ ہے کہ آدمی ہر طرف دیکھنے اچھی آواز سُننے، دِل میں خطرات و وساوس آنے، اور تصوّرات کے معاملہ میں چونکہ مجبور ہے اس لئے مشائخ طریقہ رحمہم اللہ نے غیر کی طرف سے توجہ ہٹانے کے لئے یہ طریقے اور یہ شرائط مقرر فرمائی ہیں تاکہ خارجی خطرات سے خالی ہو کر اللہ تعالےٰ کی ذات کی طرف توجہ ہو جائے۔

اہلِ سلوک کے لئے ضروری ہے کہ فجر و عصر کی نماز کے بعد باہم یکجا ہو کر حلقہ بنائیں اور اجتماعی طور پر ذکر اللہ اپنا معمول بنالیں۔ اجتماع میں بہت سے ایسے فوائد حاصل ہوتے ہیں جو انفرادی طور پر حاصل نہیں ہوتے۔

پس جب طالب پر ذکر جلی کے اثرات مرتب ہو جائیں اور وہ اپنے اندر ذکر کے نور کا مشاہدہ کرلے۔ یعنی ذوق و شوق پیدا ہو جائے خطرات رفع ہو جائیں طمانیت

قلب حاصل ہو جائے اور خدا تعالیٰ کی بڑائی ماسوا کے مقابلہ میں راسخ ہو جائے تب اس کو ذکر خفی کرایا جاتا ہے اور اس کی بھی دو قسمیں ہیں۔

اوّل اِسم ذات مع امہات صفات!

اس کا طریقہ یہ ہے کہ دونوں آنکھیں بند کرے ہونٹ بھی باہم ملا لے اور زبان سے اللہ سمیع، اللہ بصیر اللہ علیم، کہے، اور خیال میں ان کلمات کو اپنی ناف سے سینہ، سینہ سے دماغ، دماغ سے عرش تک کھینچ کر باہر نکالے، پھر کہے اللہ بصیر، اللہ علیم، اللہ سمیع اور اس دفعہ مقامات مذکورہ سے ان کا نزول تصوّر میں لائے (یعنی عرش سے دماغ، دماغ سے سینہ، سینہ سے ناف، یہ پورا ایک دور ہوا۔ اور اس کو اسی طرح بعد میں کرتا رہے۔ اس طائفہ کے بعض بزرگ اللہ قدیر کو بھی ان کلمات کے ساتھ شامل کرتے ہیں۔

دوسری قسم نفی و اثبات ہے۔ جس کا طریقہ اُوپر بیان ہوا۔ ایک اور طریقہ اس کا یہ ہے کہ سالک کو اپنے سانس کی آمدورفت پر دھیان رکھنا چاہیئے۔

جب سانس باہر آئے تو بزبان قلب لا الٰہ کہے اور جب سانس اندر جائے تو الا اللّٰہ کہے اکابر صوفیہ رحمتہ اللہ علیہم اس کو پاس انفاس کہتے ہیں۔ خطرات و وساوس و تصورات کو دور کرنے میں عظیم الخاصہ ہے۔ پس جب طالب پر ذکر خفی کے آثار ظاہر ہونے لگیں اور اپنے باطن میں اس ذکر کے نور کا مشاہدہ کرنے لگے تو اس کو مراقبہ کا حکم فرماتے ہیں۔ اور اس کے اثر ظاہر ہونے سے مراد یہ ہے کہ شوق و غلبۂ محبت اور ہمت تمام فکر کی سمت میں پیدا ہو اور اللہ تعالےٰ کی بزرگی اور اس کی طلب حاوی ہو جائے اسکوت میں مزہ ملے۔ گفتگو اور مشاغل دنیاوی سے طبیعت بھاگنے لگے۔

جاننا چاہیئے کہ مراقبہ مادہ ترقب سے مشتق ہے جس کے معنی اللہ تعالےٰ کی طرف سے فیض کا انتظار کرنے کے ہیں۔ مراقبہ کی چند قسمیں ہیں۔ پہلے اس کے معنی کلی کا ذکر کرتا ہوں تاکہ اپنے تمام جزئیات پر صادق آئے۔ اور وہ یا تو آیت کلمہ کا زبان سے تلفظ کرنا ہے یا دل میں اس کا خیال جمانا اور اس کے معنے کو اچھی طرح سمجھ میں بٹھا لینا ہے

اس کے بعد ان معانی کی کیفیات اور اس کے مصداق کا تصوّر کرنا۔ پھر دِل کو یکسو کر کے صورۃ معبودہ پر اس طرح توجہ جمائے کر دل میں اس خاص صورت کے سوا کسی اور چیز کا گذر نہ ہو، تاآنکہ اس صورت کا استغراق تحقق ہو جائے اور اس کے ماسوا سے ذہن خالی ہو جائے، مراقبہ کی اصل یہ حدیث شریف ان تعبد اللہ کانک تراہ فان لم تکن تراہ فانہ یراک ھے

پس سالک یا تو اللہ حاضری، اللہ ناظری اللہ معی کا دِل میں خیال لائے اور اللہ تعالےٰ کے حاضر و ناظر ہونے یا اس کی معیت کا جہت و مکان کے تنزیہ کے ساتھ تصوّر کرے، تاکہ اس تصوّر میں استغراق پیدا ہو۔

یا آیت شریف وھو معکم اینما کنتم (تم جہاں بھی ہو وہ تمہارے ساتھ ہے) کے مفہوم کو لحاظ میں رکھے اور حالت قعود و قیام، خواب و بیداری، خلوت و جلوت میں اللہ تعالےٰ کی معیت کا تصوّر کرے، یا ان آیات کے الفاظ زبان پر جاری رکھے۔

اینما تولوا فثم وجہ اللہ (تم جدھر بھی منہ پھیرو ادھر ہی اللہ ہے)

اولم یعلم بان اللہ یری (وہ جانتے نہیں کہ اللہ تعالےٰ ان کو دیکھ رہا ہے)

نحن اقرب الیہ من حبل الورید (ہم اس کی رگ جان سے بھی زیادہ قریب ہیں)

واللہ بکل شئ محیط (اللہ تعالےٰ نے ہر چیز کو گھیر رکھا ہے)

ان معی ربی سیھدین (میرا رب میرے ساتھ ہے عنقریب راستہ دکھا دے گا)

ھو الاول والآخر والظاھر والباطن (وہی اول ہے وہی آخر وہی ظاہر وہی باطن)

یہ تمام مراقبات مذکورہ اللہ تعالےٰ سے تعلق خاطر کے لئے مفید ہیں۔

ہاں وہ مراقبے جو قطع علائق، تجرد تام، سکر وصحو کے لئے مفید ہیں ان کے منجملہ آیت کل من علیھا فان ویبقی وجہ ربک ذو الجلال والاکرام۔ کا مراقبہ ہے، اس کا طریقہ یہ ہے کہ اپنے نفس کو مردہ تصور کرے اور دل سے غائب جانے، اور سمجھے کہ اس کو ایک جگہ سے دوسری

جگہ بدلا جا رہا ہے آسمان کو تتر بتر اور ٹوٹا پھوٹا تصور کرے اور خیال کرے کہ نہ اب اس کی وہ ترکیب رہی نہ صورت۔ اور یہ تصور کرے کہ بس اللہ تعالیٰ ہی باقی و موجود ہے۔ اس مراقبہ کی اتنی مشق کرے کہ اس کا نتیجہ جو محویت ہے حاصل ہو جائے۔

اسی طرح آیت ان الموت الذی تفرون منہ فانہ ملاقیکم (جس موت سے تم بھاگے پھر رہے ہو وہ تم کو پکڑ کر رہے گی) اور اینما تکونوا یدرککم الموت ولو کنتم فی بروج مشیدہ (تم جہاں بھی ہو موت تم کو پکڑ لے گی چاہے بلند و مضبوط برجوں ہی میں کیوں نہ جا چھپو) کا مراقبہ ہے،

پس جب سالک پر مراقبہ کے فوائد ظاہر ہو جائیں اور اس کے انوار کا مشاہدہ کرنے لگے تو اسے توحید افعالی کا سبق دیتے ہیں۔

واضح رہے کہ جناب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے دو چیزوں کی ترغیب و تاکید فرمائی ہے۔

ایک ذکر اللہ۔ کہ اس سے زبانی ذکر مراد ہے

اور دوسرے فکر کہ اس سے مراقبہ مراد ہے۔

اور مشائخ طریقت نے سالک کی ترقی از ذکر تا سوئے فکر میں آسانی کے لئے ذِکرِ خفی استنباط فرمایا ہے۔

بعض مشائخ فرماتے ہیں کہ ہم نے آنے والے واقعات کے معلوم ہونے کے لئے تجربہ کیا اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ طالب غسل کر کے عمدہ لباس جو اس کے پاس ہو پہنے اور خوشبو لگائے، اور خلوت میں معتکف ہو کر بیٹھے۔ اور ایک قرآن شریف کھلا اپنے دائیں طرف رکھے، دوسرا بائیں تیسرا سامنے چوتھا پیچھے، اور پھر پوری توجہ اور یکسوئی کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے دعا کرے کہ وہ فلاں واقعہ کا انکشاف فرما دے، اب اسم ذات کا ورد بغیر آنکھیں بند کئے اس طور کرے کہ ایک ضرب دائیں طرف کے قرآن پر دوسری بائیں طرف والے پر تیسری سامنے والے پر اور چوتھی پیچھے والی پر لگائے، تا آنکہ اسے اپنے دل میں انشراح اور نور محسوس ہونے لگے، خلوت میں ایک ہفتہ تک اس شغل پر مواظبت کرنے سے واقعہ مطلوبہ کے متعلق کشف یقیناً ہو جائے گا۔ بعض مشائخ نے شغل مذکورہ میں

قرآن شریف کی بے ادبی سمجھ کر پسند نہیں کیا۔ اس کے بجائے اسمائے الٰہیہ یا علیم، یا مبین یا خبیر کا ذکر بشرائط مذکورہ بتایا ہے، جیسا کہ میں اس کا ذکر یک ضربی یا سہ ضربی کے تحت کر چکا ہوں۔ واللہ اعلم۔

مشائخ رحمتہ اللہ علیہم فرماتے ہیں کہ انھیں شروط مذکور کے ساتھ ہم نے کشف ارواح کا تجربہ کیا۔ بائیں طور کر دائیں طرف سبوح کی، بائیں طرف قدوس کی آسمان کی طرف رب الملائکۃ کی اور قلب پر والروح کی ضرب لگائی جائے۔

کارِ مشکل کی برآری کے لئے شرائط مذکور کے ساتھ رات کے وقت جس قدر پڑھ سکے نوافل پڑھے اس کے بعد دائیں جانب یا حی بائیں طرف یا وھاب کی ضرب لگائے اور ہزار مرتبہ ایسا کرے!

انشراح قلب اور طلبیات کے دفعیہ کے لئے اللہ کی ضرب دل پر لگائے اور لا الٰہ الا ھو الحی کی دائیں جانب اور القیوم کی بائیں جانب لگائے

جب اللہ تعالےٰ سے کسی مریض کی شفایابی، یا

بھوک کے دفعیہ اور وسعت رزق۔ یا قہر دشمن کی دعا مانگنا چاہیئے تو اسمائے الٰہیہ میں سے مناسب حال نام تلاش کرے اور اس نام کا دو ضربی یا تین ضربی یا چار ضربی ذکر کرے، جیسے یا شافی، یا صمد، یا رزاق، یا مذل وغیرہ وغیرہ واللہ اعلم۔

نہر سوم

اشغال و اذکار چشتیہ کے بیان میں

حضرات چشتیہ امام طریقت حضرت خواجہ جہاں قطب ہندوستان سیّد معین الدین حسن چشتی رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب ہیں۔

خواجہ صاحب نے بیان فرمایا:۔

کہ امیر المومنین حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ

جو راستہ اللہ تعالےٰ کی طرف زیادہ قریب کرنے والا اور اللہ کے نزدیک زیادہ افضل اور بندگان خدا کے لئے

زیادہ آسان ہو مجھے وہ بتائیے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا، خلوت میں ذکر کی کثرت اختیار کرو، عرض کیا یا رسول اللہ کس طرح ذکر کروں، ارشاد فرمایا اپنی دونوں آنکھیں بند کرو اور میں جو کہتا ہوں سنو، پھر آپؐ نے تین مرتبہ لا الہ الا اللہ فرمایا، اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سنتے رہے! پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے تین بار لا الہ الا اللہ کہا اور حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سماعت فرمایا۔

پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ ذکر حضرت حسن بصری کو تلقین فرمایا اور انھوں نے حضرت عبدالواحد بن زید رحمتہ اللہ علیہ کو اس طرح تعلیم فرمایا اور ہم تک اسی طرح پہنچا۔

پس جب شیخ مرید کو ذکر کی تلقین کرنا چاہتا ہے تو مرید کو روزہ رکھنے کا حکم دیتا ہے اگر جمعرات کا دن ہو تو بہتر ہے۔ اور استغفار و درود، گیارہ گیارہ بار پڑھنے کو کہتا ہے اور کہتا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید میں فاذکروا اللہ قیاما وقعودا وعلی جنوبھم فرمایا ہے اس لئے اس معاملہ میں ایسی کوشش کرو کہ تم پر کوئی ایسا وقت نہ گذرے کہ تم ذاکر نہ ہو۔

اور معلوم کرو کہ تمہارا قلب بائیں پستان کے نیچے دو
انگل کے فاصلہ پر ہے جس کی شکل گل صنوبر کی سی ہے' اور
اس کے دو دروازے ہیں ایک فوقانی، ایک تحتانی، اور
فوقانی دروازہ کھلنا ذکر جہری پر موقوف ہے اور تحتانی
دروازہ کا ذکر خفی پر، جب ذِکر جہر کا ارادہ ہو تو چار زانو بیٹھو
اور رگ کیماس کو دائیں پاؤں کے انگوٹھے اور اس کے برابر
والی انگلی سے پکڑو. رگ کیماس ایک رگ کا نام ہے جو
زانو کے اندر ہوتی ہے، اس رگ کا بطریق مذکور پکڑنا خطرات
ووساوس کی نفی کے لئے مفید ہے اور قلب کو حرارت
بخشتا ہے؛ روبقبلہ بیٹھو اور لا الہ الا اللہ اندرون قلب
کی پوری قوّت اور شدومد سے کہو، حرف لا کو ناف سے
کھینچ کر سیدھے کندھے تک لا کر باہر نکالو اور لفظ الہ کو صل
دماغ سے اور اپنے تصوّر میں یہ اشارہ کرو کہ ماسوا اللہ کی دوستی
کو اپنے اندر سے نکال کر باہر پھینکتا ہوں اور پس پشت ڈالتا
ہوں، الہ پر سانس نہ توڑو بلکہ شدّت وقوت کے ساتھ
الا اللہ کی ضرب دل میں لگاؤ۔ متبدی غیر خدا کی معبودیت
کی نفی کا لحاظ کرے اور متوسط نفی مقصودیت غیر خدا۔

اور منتہی غیر خدا کے وجود کی نفی کا لحاظ کرے۔

اس ذِکر کی شرطِ اعظم اپنی جمعیت کو جمع کرنا اور کلمہ طیبہ کے معنی کو سمجھنا ہے۔

ذِکر جہر کرنے والے کے لئے مناسب ہے کہ تقلیل طعام نہ کرے چوتھائی معدہ کا خالی رکھنا کافی ہے۔ اور روغنیات کا استعمال بھی ضروری ہے تاکہ دماغی خشکی لاحق نہ ہو۔

جب پاسِ انفاس کرنا چاہے تو چاہیئے کہ اپنے نفس کی آمد و شد سے ہوشیار اور بیدار رہے جب سانس باہر کی طرف آئے تو لا الٰہ کہے اور اپنے خیال سے محبت ماسوی اللہ کو اپنے باطن سے باہر نکال پھینکے اور جب سانس اندر جائے تو الا اللہ کہے اور خیال کرے کہ اپنے دِل کے اندر محبت الٰہی ڈال رہا ہوں۔

مشائخ کرام رحمتہ اللہ علیہم فرماتے ہیں سلوک کا رکن اعظم مرید کے قلب کا ربط قلب شیخ سے باعتبار محبت و تعظیم کے ہے، اور شیخ کی صورت کا تصوّر ہے۔ جب طالب کا باطن نورِ ذکر سے منوّر ہو جائے تو مراقبہ کا حکم کرے، کہ ان

کلمات اللہ حاضری، اللہ ناظری اللہ معی یا آیت انہ بکل شیٔ محیط کا مراقبہ دل یا زبان سے کرے! یا اللہ تعالےٰ کو اپنے اور قبلہ کے درمیان حاضر تصور کرے اور مشاہدہ کرے۔

جو سالک چلّہ کرنا چاہے اسے چند امور کی رعایت کرنا ضروری ہے۔

ہمیشہ روزہ سے رہے، ہر وقت قیام میں رہے، کم کھائے، کم بولے، کم سوئے، اور لوگوں سے میل جول کم کرے، بیداری اور سوتے وقت تک ہر وقت باوضو رہے اپنے قلب کو شیخ کی محبت اور احترام کے ربط سے مربوط رکھے غفلت اپنے اوپر حرام کرلے، جب جائے اعتکاف میں دایاں پاؤں رکھے تو اعوذ اور بسم اللہ پڑھ کر تین مرتبہ سورۂ والناس پڑھے، اور جب بایاں پاؤں رکھے تو کہے، اللھم انت ولی فی الدنیا والاخرۃ کن لی کما کنت لمحمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وارزقنی بمحبتک۔ اللھم ارزقنی حبک واشغلنی بجمالک واجعلنی من المخلصین۔ اللھم امح نفسی بجذبات ذاتک یا انیس من لاانیس لہ۔

رب لاتذرنی فرداً وانت خیرالوارثین۔

اور مصلّے پر کھڑے ہوکر اکیس بار پڑھے انی وجھت وجھی للذی فطرالسمٰوات والارض حنیفا وما انا من المشرکین۔ اس کے بعد دو رکعت نماز پڑھے پہلی رکعت میں فاتحہ کے بعد آیت الکرسی اور دوسری میں آمن الرسول پڑھے۔ سلام کے بعد طویل سجدہ کرے اور خوب توجہ سے دِل لگا کر دعا کرے۔ اور پانچ صد مرتبہ یا فتاح پڑھے، پھر مذکورہ بالا اذکار میں مشغول ہو جائے۔

مزارات پر حاضری دینے والوں کے لئے خصوصی طور پر کہا گیا ہے کہ جب مقبرہ میں داخل ہوں تو مقبرہ میں دو رکعت کے اندر انا فتحنا پڑھیں اور میت کی طرف متوجہ ہوکر بیٹھ جائیں سورہ ملک پڑھیں تکبیر وتہلیل کہیں اور گیارہ مرتبہ سورہ فاتحہ پڑھ کر میت کے نزدیک ہوکر اکیس بار یارب کہیں، اس کے بعد کہے اے روح آسمان کی طرف اڑو، اے روح الروح میرے قلب میں ضرب لگاؤ تاکہ انشراح اور نور پیدا ہو، پھر اس فیض کا انتظار کرے جو صاحب قبر کی جانب سے ترے دل تک پہنچے۔

سخت مشکل کے وقت حضرات چشتیہ کے ہاں صلوٰۃ کن فیکون کا معمول ہے جو بدھ، جمعرات اور جمعہ کی رات کو پڑھی جاتی ہے۔ دو رکعت نماز نفل کی نیت کرے پہلی رکعت میں فاتحہ ایک بار اور سورہ اخلاص سو بار۔ اور دوسری رکعت میں فاتحہ سو بار اور سورہ اخلاص ایک بار، سلام کے بعد سو بار کہے "اے دشواریوں کو آسان کرنے والے اور اے تاریکیوں کو روشن کرنے والے"۔

اور سو بار درود شریف پڑھے اور حضور قلب کے ساتھ اللہ تعالےٰ سے دعا کرے، تیسری رات نماز اور دعاؤں سے فارغ ہو کر سر ننگا کرے۔ اور گریہ وزاری کے ساتھ اپنے مطلب کی دعا پچاس مرتبہ کہے، انشاء اللہ دعا مستجاب ہو گی۔

نہر چہارم

اصطلاحات طریقت کا بیان جو حضرات نقشبندیہ کے ہاں رائج ہیں۔

سلسلہ نقشبندیہ خواجہ خواجگان پیران پیر امام طریقت

وشریعت وحقیقت، مرکز دائرہ ولایت ومعرفت قطب المحققین حضرت خواجہ بہاء الدین محمد بن النجاری مشہور بہ شاہ نقشبند رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب ہے۔ آپ نسباً سید ہیں اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی اولاد میں ہیں۔ آپ کی ولادت، محرم ۷۱۸ھ میں اور وفات شب دوشنبہ ۳ ربیع الاول ۷۹۱ھ میں ہوئی۔ اس شعر کے ایک مصرعہ سے آپ کی تاریخ وفات نکلتی ہے ؎

مسکن دما دی او چوں بود قصرے عارفان
قصر عرفان زیں سبب آمد حساب رحلتش

مولانا جامی رحمتہ اللہ علیہ نے آپ کے متعلق جو اشعار کہے ان کا ترجمہ یہ ہے۔

یثرب وبطحا میں جو ٹھپہ رائج تھا، اس کا وقت آخر آپہنچا، اس دولت سے بجز شاہ نقشبند کے اور کوئی بہرہ مند نہ ہوا، ایسا گوہر پاک ہر جگہ نہیں ہوتا اس کی کان خاک بخارا تھی، اس کا پہلا قدم ہر ہستی کا آخری قدم تھا اس کے آخری قدم کے لئے تمنا کی جیب بھی تہی تھی۔

کسی اور نے کہا۔

خواجہ نقشبند روکاٹ دور کرنے والے ہیں مرید کے دِل سے غیر کا نقش مٹا دیتے ہیں۔

طریقہ مجددیہ جس کا ذِکر نہراوّل میں کیا گیا، نقشبندیہ طریقہ کے اصول پر مبنی ہے، وہ اصول وقوف قلبی اور مبداء فیاض کے ساتھ توجہ، خطرات کی نگہداشت، شیخ مقتدار کی صحبت کے التزام اور دوام ذکر پر مشتمل ہیں اور ان کی شرائط کے مطابق ذِکر کی اقسام کا وہاں ذکر ہو چکا۔

اب بعض وہ کلمات جن پر طریقہ نقشبندیہ کی بنیاد رکھی گئی بیان کرتا ہوں غور و توجہ سے سنئے، وہ کلمات یہ ہیں۔ ہوش دردم۔ نظر برقدم، سفر در وطن، وخلوت در انجمن، یادکرد، بازگشت، نگہداشت اور یادداشت۔ یہ آٹھ کلمات حضرت خواجہ جہاں مولانا عبدالخالق عجدوانی رحمتہ اللہ علیہ سے منقول ہیں۔ ان میں تین کلمات وقوف زمانی۔ وقوف قلبی اور وقوف عددی کا اضافہ شاہ نقشبند رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا ہے۔

ہوش در دم کا مطلب یہ ہے کہ سالک ہر

آن اپنے نفس کے متعلق بیدار رہے اور یہ دیکھتا رہے کہ اس کا نفس ذاکر ہے یا غافل، اور اس کو بتدریج دوام حضوری تک پہنچاتے ہیں۔ یہ صورت مبتدی سالک کے لئے مفید ہے، متوسط کو چاہیئے کہ وہ ہر لحظہ اپنے نفس کی ٹوہ میں رہے۔ مثلاً ہر گھڑی بعد دیکھے کہ اس میں غفلت تو داخل نہیں ہو گئی، پس اگر غفلت موجود پائے استغفار کرے اور آئندہ اس کے ترک کا قصد کرے، اور اس طرح لحاظ کرتا ہوا دوام حضوری پر فائز ہو، اور یہ اخیری معنی وقوف زمانی کے ہیں جس کو شاہ نقشبندؒ نے استخراج فرمایا، اس لئے کہ متوسط کو علمی کیفیت کا علم ہر وقت فکر مند بنائے رکھتا ہے اور توجہ الی اللہ میں اس کی استغراقی کیفیت ایسی ہوتی ہے کہ اس توجہ کا علم اس میں مانع نہیں ہوتا۔

اور نظر بر قدم کا مطلب یہ ہے کہ سالک کو چاہیئے چلتے وقت نظر پاؤں پر رکھے اور بیٹھنے کی حالت میں اپنے سامنے دیکھے دائیں بائیں نظر نہ ڈالے کہ اس سے بہت بڑا نقصان ہوتا ہے اور مقصد میں رکاوٹ پڑتی

ہے، اور یہی حکم اس کی طرف کان لگانے کا ہے۔ کہ لوگوں سے بات چیت اور قصص و حکایات سے بھی پرہیز کرنا چاہیے اور یہ معنی مبتدی کے حسب حال ہیں، اور منتہی کے حسب حال یہ ہے کہ اپنے حال پر غور کرے کہ انبیاء علیہم السلام میں سے کون سے نبی کے قدم پر ہے۔ اس لئے کہ بعض اولیاء زیر قدم حضرت محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوتے ہیں اور ان کو محمدی المشرب کہا جاتا ہے، بعض بر قدم حضرت ابوالبشر آدم علیہ السلام ہوتے ہیں اور آدمی المشرب کہلاتے ہیں بعض دوسرے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زیر قدم ہوتے ہیں اور ان کا نام ابراہیم المشرب ہوتا ہے ایک گروہ موسیٰ علیہ السلام کے زیر قدم سر رکھے ہوئے ہے اور موسیٰ المشرب اس کا لقب ہے۔ ایک گروہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے تحت قدم ہونے کے سبب عیسوی المشرب کہلاتا ہے۔ چنانچہ میرے والد محترم عیسوی مشرب رکھتے تھے، اور حضرت موصوف کا مبدا تعین اسم الحی تھا۔ اور ہمارے سید و آقا مرشد و امام ابراہیم المشرب تھے اور ان کا مربی اسم العلیم تھا اور یہ حقیر و ناچیز

راقم سطور محمدی المشرب ہے اور اس کا مبدا تعین العلم ہے
پس جب سالک اپنے متبوع کو پہچان لے گا تو
اس کے حالات و واقعات متبوع کے واقعات کے مناسب
ہوں گے۔

سفر در وطن سے مراد صفات بشریہ سے صفات
ملکیہ کی طرف ہر وقت انتقال کرتے رہنا ہے سالک کو
چاہیئے کہ اپنے نفس میں اس بات کا پتہ لگائے، کہ اس میں غیر
کی محبت باقی ہے یا نہیں، اگر موجود پائے تو توبہ کرے
اور سمجھ لے کہ میرے لئے یہ بُت ہے کلمہ لا سے اس کی نفی
کرے اور کلمہ الا اللہ سے اللہ تعالٰے کی محبت کا
اثبات کرے۔

سالک پر یہ بھی واجب ہے کہ اپنے دِل کا جائزہ لے
اگر اس میں کسی جانب سے بغض، عداوت یا کینہ ہو تو اسے
اس کلمہ کی مداومت سے دور کرے۔

خلوت در انجمن کا مطلب یہ ہے کہ سالک کا دِل
ہر وقت ہر حال میں خدا تعالٰے کے ساتھ مشغول رہے اور ہر
وقت اللہ کی طرف متوجہ رہے سے

اس ماہ وش کی طرف سے پلک جھپکنے کی مدت کے لئے
بھی غافل نہ رہو شاید کسی وقت توجہ کرے اور تم متوجہ نہ ہو
اسی وجہ سے کہا گیا ہے کہ صوفی خلق میں گھلا ملا بھی ہے
اور ان سے دور بھی ہے، باعتبار ظاہر تو وہ ان میں ملا جلا
نظر آتا ہے مگر باطن کے اعتبار سے ان سے جدا رہتا ہے۔

چنانچہ حضرت خواجہ بہار الدین قدس سرہٗ فرماتے
ہیں کہ قرآن شریف کی آیت رجال لا تلھیھم تجارۃ
ولا بیع عن ذکر اللہ میں اسی حالت کی طرف اشارہ ہے
حق یہ ہے درویشوں کا لباس پہنکر ہر وقت اللہ تعالےٰ
سے لو لگانے میں ظاہری طور پر مشغول رہنے میں اکثر ریا
اور دکھلاوے کا شبہ ہوتا ہے اس لئے بہتر یہ ہے کہ اپنا لباس
علماء و صلحا کا سا رکھے اور دلی طور پر ہر وقت اللہ تعالےٰ
کی طرف متوجہ رہے،

حضرت خواجہ عزیزاں علی رامینی فرماتے ہیں ؎
اندرونی چیزوں کی خبر رکھو بیرونی اور ظاہری چیزوں
پر توجہ نہ دو، ایسی توجہ اور روش جہاں میں کم پائی
جاتی ہے۔

یادکرد کا مطلب ذِکر اللہ سے ہے، وہ ذکر اسم ذات کا ہو، یا نفی و اثبات کا، جیسا کہ نہراوّل میں تفصیلاً مذکور ہوا، کیونکہ ذِکر ہی فنا و بقا کا موجب ہے اور ذکر ہی خدا تک پہنچاتا ہے ؎

ذکر کرو کیونکہ ذکر ہی تمہاری زندگی ہے

دل کی پاکیزگی اللہ تعالےٰ کے ذکر ہی سے ملتی ہے

واذکروا اللہ کثیرا لعلکم تفلحون خدا تعالےٰ کا فرمان ہے، جس سے اس مدعا کی تصدیق ہوتی ہے۔

بازگشت کا مطلب یہ ہے کہ کچھ دیر ذکر کرکے حق تعالےٰ سے دعا و مناجات کرے کہ الہٰی میرا مقصود تو۔ اور تیری رضا ہے تیری خاطر میں نے دنیا و آخرت ترک کردی، تو اپنی نعمت مجھ پر تمام فرما اور اپنے جناب میں وصول تام عطا فرما۔ ذکر میں یہ بہت بڑی شرط ہے اس سے تغافل ہرگز نہ کریں کہ بڑی فائدہ کی بات ہے!

نگہداشت سے خطرات و وساوس اور تصوّرات کی اُدھیڑبن سے اپنے دل کی حفاظت کرنا مراد ہے۔ سالک کو چاہئیے کہ بیدار و ہوشیار رہے دل میں خطرات و وساوس

گذر کرنے نہ پائیں۔ کہ اندر جا کر گھر کرلیں، اور ازالہ میں مشکلات پیش آئیں۔ یہ طریقہ اختیار کرنا ملکۂ جمعیت وطمانیت ہے اور جب ملکہ جمعیت حاصل ہو جائے یعنی قلب سے خطرات کا بالکل استیصال ہو جائے تو فنائے قلب حاصل ہو جاتی ہے۔ البتہ دماغ سے کچھ نہ کچھ آتر تا رہتا ہے۔ فنائے نفس کے بعد دماغ سے بھی یہ کیفیت زائل ہو جاتی ہے۔

یہ خیال کرنا کہ خطرہ ادراک میں بھی کہیں سے نہ آئے حیرت کی بات ہے خطرہ کا بالکلیہ مٹ جانا اصل عقل کے نزدیک معقول نہیں لیکن خدا کے دوستوں کے طریقے عقل ونظر سے ماوراء ہوتے ہیں۔ جیسا کہ مولانا روم فرماتے ہیں (اس لئے ان کی حالت پر اپنے کو قیاس نہ کرے)

پاکباز حضرات کے کاموں کو اپنے کاموں پر قیاس نہ کرو، اگرچہ شیر وشیر کا املا ایک ہے۔ (مگر معنی و حقیقت میں بڑا بُعد ہے)

واضح رہے کہ فنا چار قسم کی ہوتی ہے۔

اوّل فنا رخلق کہ خدا کے ماسوا سے امید و بیم بالکل نہ رہے۔

دوم فنائے ہوا کہ دل میں خدا کی خواہش کے سوا کوئی آرزو نہ رہے ۔

دیدہ و دِل کی تسکین کس طرح کروں کہ ہر وقت دل و دیدہ تری طلب و خواہش کرتے رہتے ہیں۔

سوم فنا ارادہ کہ سالک سے ارادہ و خواہش کی صفت ہی زائل ہو جائے، جیسا کہ مردہ سے زائل ہو جاتی ہے۔

چہارم فنا فعل کہ بی یبصر (میرے ساتھ دیکھتا ہے) بی یسمع (میرے ساتھ سنتا ہے) بی ینطق (میرے ساتھ کلام کرتا ہے) بی یبطش (میرے ساتھ پکڑتا ہے) بی یمشی (مرے ساتھ چلتا ہے) بی یعقل (میرے ساتھ سوچتا ہے) کی کیفیات جلوہ گر ہو جائیں۔

حق تعالےٰ کا علم صوفی کے علم میں گم ہو گیا۔ مگر لوگوں کی سمجھ میں یہ بات نہیں بیٹھتی۔

توبہ۔ انابت۔ زہد۔ قناعت۔ ورع۔ صبر۔ شکر۔ توکل۔ تسلیم اور رضا ان دس مقامات کے حصول کے بغیر مقام ولایت پر فائز ہونا تصور ہی میں نہیں آتا، گو بالاجمال ہی مگر حصول ضروری ہے، جیسا کہ طریقہ

نقشبندیہ مجددیہ میں ہے۔ اس لئے کہ تفصیل مذکورہ کے مطابق اس خاندان میں نسبت اجمالی وجذبی ہے!

اور دوسرے سلسلوں کی سیر سلوکی ہے اور سلوکی سیر بہت تفصیلی ہوتی ہے۔

یادداشت کے معنے ہیں کہ الفاظ وتخیلات سے خالی، توجہ اللہ تعالےٰ کی ذات بیچوں وچگوں کی طرف اور سچی بات یہ ہے کہ ایسی توجہ فنا رتام اور بقار کامل کے بعد ہی حاصل ہوسکتی ہے۔

وقوف زمانی۔ کی تعریف ہوش دردم کے ذیل میں بیان کرچکا ہوں۔

وقوف عددی۔ نفی واثبات میں طاق عدد کی رعایت کرنے سے مراد ہے۔ جیسا کہ نہر اول میں اس کا بیان گذر چکا۔

وقوف قلبی۔ دِل کی طرف جو بائیں پستان کے نیچے ہے توجہ کا نام ہے، اس توجہ کی حکمت ایسی ہی ہے جیسی کہ طریقہ جیلانیہ میں ضرب کی۔ جیسا کہ اوپر مذکور ہوا۔

جاننا چاہیئے، کہ مشائخ نقشبندیہ میں تصرفات کی قوت عجیب وغریب ہوتی ہے، مثلاً کسی کام پر جمع ہمت

کرلیں تو وہ کام ان کی ہمت کے موافق ہو کر رہتا ہے، یا مثلاً طالب میں تاثیر کرنا۔ اور مریض سے مرض سلب کر لینا، گنہگار کا توبہ پر آمادہ ہو جانا، اور لوگوں کے دلوں پر تصرف کر وہ محبت و تعظیم سے پیش آتے ہیں، ان کے محسوسات ایسے ہوتے ہیں کہ ان میں بڑے بڑے واقعات کا نقشہ آجاتا ہے، زندہ یا اہل قبور بزرگوں کی نسبت پر باخبر ہو جانا۔ دلی ارادوں پر مطلع ہو جانا، آنے والے واقعات کا انکشاف ہو جانا۔ نازل ہونے والی بلاؤں کا دفعیہ وغیرہ وغیرہ یہ سب اس سلسلہ عالیہ کے شیروں کی خصوصیات ہیں ؎

حضرات نقشبندیہ کی قافلہ سالاری بہت ہی عجیب
ہے۔ یہ پوشیدہ راستہ سے قافلہ کو حرم لے جاتے ہیں۔

سالک راہ کے دل میں ان کی محبت کا جاذبہ ہی اس کو خلوت و چلہ کشی کی راہ سے نکال لے جاتا ہے۔ ناواقف اگر اس طائفہ پر ناواقفی کا طعنہ دے۔ تو یہ بات بخدا قابل شکایت ہے۔

دُنیا جہاں کے شیر اس سلسلہ سے منسلک ہیں، لومڑی حیلہ سازی سے اس سلسلہ کو کیسے توڑ سکتی ہے ان سب پر

اللہ تعالےٰ اپنی رحمت نازل فرمائے۔

طالبانِ حق پر توجہ کرنے کا طریقہ مشائخ کرام کا یہ ہوتا ہے کہ جس نسبت کا ارتقار طالب پر منظور ہوتا ہے اس نسبت میں شیخ اپنے نفس کی طرف متوجہ ہو کر پوری قوت اور توجہ تام سے اس نسبت کو طالب کی طرف منتقل کرتا ہے چنانچہ وہ نسبت حسب استعداد طالب منتقل ہو جاتی ہے۔

اور جب طالب غائب ہو تو اس کی صورت کا تصور کر کے غائبانہ توجہ فرماتے ہیں اور اس کے کام کو انجام تک پہنچاتے ہیں۔

ایسے ہی ہر مشکل کام جو ان کو پیش آتا ہے اس کے حل میں ہمت کرتے اور خدا تعالےٰ سے مدد طلب کرتے ہیں اور وہ کام ان کی تمنا کے مطابق پورا ہو جاتا ہے۔

اہلِ اللہ کی نسبت دریافت کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ، اگر زندہ ہوں تو ان کے روبرو، ورنہ قبر کے نزدیک بیٹھ کر اپنے نفس کو اپنی نسبت سے خالی کر لیتے ہیں اور اپنی روح کو ان کی روح سے متصل کر کے اپنے نفس کی طرف اس کو متوجہ کرتے ہیں۔ اس میں جو کیفیت آئے گی وہی اس شخص کی

نسبت ہوگی۔

لوگوں کے دلوں کے خطرات پر مطلع ہونے کا طریقہ یہ ہے کہ اپنے نفس کو ہر چیز سے خالی کرکے اپنے نفس کو اس کے نفس سے ملاتے ہیں، اگر کوئی بات ذہن میں اتر آئے تو وہ اس شخص کا خطرۂ قلبی ہوگا۔

آئندہ پیش آنے والے واقعہ کی خبر معلوم کرنے کی صورت یہ ہے کہ ہر چیز سے اپنے نفس کو فارغ کرے بجز واقعہ مطلوبہ کے انتظار کے، جب تصورات ختم ہوجائیں اور صرف انتظار رہ جائے، تو اپنے نفس کو ملائکہ کرام کے ساتھ ملحق کرے، انشاء اللہ اس پر وہ واقعہ ہاتف غیبی کی طرف سے خواب یا بیداری میں منکشف ہوجائے گا۔

نازل ہونے والی بلا کو روکنے کی صورت یہ ہوتی ہے کہ اس بلا کی صورت مثالیہ کو ملحوظ رکھ کر اس کے دفعیہ کے لئے ہمّت قوی کے ساتھ اس کی طرف توجہ کی جاتی ہے اللہ تعالے کی مدد سے وہ دفع ہوجاتی ہے۔

خاتمہ

سلاسل طریقت کے شجرہ جات کے بیان میں

شجرۂ خاندان نقشبندیہ مجددیہ

الٰہی بحرمت شفیع المذنبین رحمتہ للعالمین حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم الٰہی بحرمت خلیفہ رسول اللہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ الٰہی بحرمت صاحب رسول اللہ سلمان فارسی رضی اللہ عنہ الٰہی بحرمت حضرت قاسم بن محمد بن ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ الٰہی بحرمت حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ، الٰہی بحرمت حضرت بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ الٰہی بحرمت حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی رحمتہ اللہ علیہ الٰہی بحرمت حضرت خواجہ ابوعلی فارمدی رحمتہ اللہ علیہ الٰہی بحرمت حضرت خواجہ ابو یوسف ہمدانی رحمتہ اللہ علیہ الٰہی بحرمت حضرت خواجہ جہاں عبدالخالق غجدوانی رحمتہ اللہ علیہ الٰہی بحرمت حضرت خواجہ عارف ریوگری رحمتہ اللہ علیہ الٰہی بحرمت خواجہ محمود الخیر فغنوی رحمتہ اللہ علیہ الٰہی بحرمت حضرت خواجہ

عزیزاں علی رامیتنی رحمتہ اللہ علیہ الہٰی بحرمت خواجہ محمد بابا
سماسی رحمتہ اللہ علیہ الہٰی بحرمت حضرت سید میر کلال رحمتہ اللہ
علیہ الہٰی بحرمت خواجۂ خواجگان و پیر پیراں حضرت سید
بہاءالدین نقشبند رحمتہ اللہ علیہ الہٰی بحرمت خواجہ علاءالدین
عطار رحمتہ اللہ علیہ الہٰی بحرمت حضرت مولانا یعقوب چرخی
رحمتہ اللہ علیہ۔ الہٰی بحرمت حضرت خواجہ عبید اللہ احرار
رحمتہ اللہ علیہ الہٰی بحرمت حضرت مولانا محمد زاہد رحمتہ اللہ
علیہ الہٰی بحرمت حضرت خواجہ درویش محمد رحمتہ اللہ علیہ
الہٰی بحرمت حضرت مولانا خواجگی امکنگی رحمتہ اللہ علیہ
الہٰی بحرمت حضرت خواجہ محمد باقی باللہ رحمتہ اللہ علیہ الہٰی
بحرمت حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی
سرہندی (سرہندی) رحمتہ اللہ علیہ الہٰی بحرمت عروۃ
الوثقیٰ حضرت خواجہ محمد معصوم رحمتہ اللہ علیہ۔ الہٰی بحرمت
حضرت سلطان الاولیاء شیخ سیف الدین رحمتہ اللہ علیہ
الہٰی بحرمت حضرت سید نور محمد بدایونی رحمتہ اللہ علیہ
الہٰی بحرمت حضرت شمس الدین حبیب اللہ حضرت میرزا
جان جاناں رحمتہ اللہ علیہ الہٰی بحرمت مجدد مائۃ الثالث

والعشر نائب حضرت خیر البشر خلیفہ خدا مروج شریعت مصطفٰی حضرت مولانا و سیّدنا عبداللہ المعروف بشاہ غلام علی احمدی رحمۃ اللہ علیہ الٰہی بحرمت والدی ماجدی قیوم زماں قطب دوراں حضرت شاہ ابو سعید احمدی رحمۃ اللہ علیہ، ناچیز فقیر، احمد سعید مجددی پر رحم فرما اور اپنی محبت و معرفت عطا فرما۔

شجرہ قادریہ

الٰہی بحرمت شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم۔ الٰہی بحرمت خلیفہ رسول اللہ حضرت علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ الٰہی بحرمت سبط رسول حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ الٰہی بحرمت سبط رسول حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ۔ الٰہی بحرمت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ الٰہی بحرمت حضرت امام محمد باقر رضی اللہ عنہ الٰہی بحرمت امام ہمام حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ الٰہی بحرمت امام موسٰی کاظم رضی اللہ عنہ الٰہی بحرمت امام موسٰی رضا رضی اللہ عنہ الٰہی بحرمت حضرت خواجہ محمد معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ الٰہی بحرمت حضرت خواجہ سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ الٰہی بحرمت

حضرت سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت حضرت شیخ ابوبکر شبلی رحمتہ اللہ علیہ الٰہی بحرمت
حضرت عبد العزیز تمیمی رحمتہ اللہ علیہ الٰہی بحرمت حضرت
شیخ عبد الواحد بن عبد العزیز تمیمی رحمتہ اللہ علیہ۔ الٰہی بحرمت
حضرت شیخ ابو الفرح طرطوسی رحمتہ اللہ علیہ الٰہی بحرمت حضرت
شیخ ابو الحسن قرشی رحمتہ اللہ علیہ الٰہی بحرمت حضرت شیخ
ابو سعید مخزومی رحمتہ اللہ علیہ۔ الٰہی بحرمت حضرت پیران پیر
دستگیر میراں محی الدین محبوب سبحانی قطب ربانی حضرت
سید عبد القادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ۔ الٰہی بحرمت حضرت
شاہ عبد الرزاق رحمتہ اللہ علیہ ۔ الٰہی بحرمت حضرت
شرف الدین قتال رحمتہ اللہ علیہ الٰہی بحرمت سید عبد الوہاب
رحمتہ اللہ علیہ الٰہی بحرمت حضرت سید بہاء الدین رحمتہ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت حضرت سید عقیل رحمتہ اللہ علیہ الٰہی بحرمت حضرت
سید شمس الدین صحرائی رحمتہ اللہ علیہ الٰہی بحرمت حضرت
سید ابو الحسن رحمتہ اللہ علیہ الٰہی بحرمت حضرت سید گدا رحمٰن
اوّل رحمتہ اللہ علیہ الٰہی بحرمت حضرت سید شمس الدین عارف
رحمتہ اللہ علیہ، الٰہی بحرمت حضرت سید گدا رحمٰن ثانی رحمتہ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت حضرت شاہ فضل رحمتہ اللہ علیہ، الٰہی بحرمت حضرت شاہ کمال کیتھلی رحمتہ اللہ علیہ، الٰہی بحرمت حضرت شاہ سکندر رحمتہ اللہ علیہ، الٰہی بحرمت حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد فاروقی سرہندی (سرہندی) رحمتہ اللہ علیہ الٰہی بحرمت خازن الرحمتہ حضرت شیخ محمد سعید رحمتہ اللہ علیہ الٰہی بحرمت دلیل الرحمٰن حضرت شیخ عبد الاحد رحمتہ اللہ علیہ، الٰہی بحرمت حضرت شیخ محمد عابد سنامی رحمتہ اللہ علیہ الٰہی بحرمت حضرت شمس الدین حبیب اللہ مرزا جان جاناں رحمتہ اللہ علیہ الٰہی بحرمت مجدد مائتہ الثالث والعشر نائب خیر البشر سیدنا و مولانا شاہ عبد اللہ المعروف بشاہ غلام علی احمدی رحمتہ اللہ علیہ۔ الٰہی بحرمت والدی ماجدی مرشدی و مولائی شاہ ابو سعید رحمتہ اللہ علیہ درویشوں میں سب سے کمتر احمد سعید مجددی پر رحم فرما۔ اور ان اکابر کی نسبت خاص سے بہرہ ور فرما۔

شجرہ سلسلہ چشتیہ

الٰہی بحرمت شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین حضرت محمد
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الٰہی بحرمت خلیفہ
رسول اللہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ الٰہی بحرمت
خیر التابعین حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ الٰہی بحرمت
شیخ عبد الواحد بن زید رحمۃ اللہ علیہ الٰہی بحرمت حضرت شیخ
فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ الٰہی بحرمت حضرت سلطان
ابراہیم ادہم رحمۃ اللہ علیہ الٰہی بحرمت حضرت شیخ حذیفہ
مرعشی رحمۃ اللہ علیہ الٰہی بحرمت حضرت شیخ ھبیرہ بصری
رحمۃ اللہ علیہ الٰہی بحرمت حضرت شیخ علو دینوری رحمۃ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت حضرت شیخ ابو اسحاق شامی رحمۃ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت حضرت شیخ ابو احمد چشتی رحمۃ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت حضرت شیخ ابو محمد چشتی رحمۃ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت حضرت شیخ ابو یوسف چشتی رحمۃ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت حضرت شیخ مودود چشتی رحمۃ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت حضرت شیخ حاجی شریف زندنی رحمۃ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت حضرت شیخ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت خواجہ خواجگان وقطب ہندوستان امام الطریقہ
حضرت معین الدین چشتی سنجری رحمۃ اللہ علیہ الٰہی بحرمت
حضرت خواجہ قطب الدین بختیار اوشی (کاکی) رحمۃ اللہ
علیہ۔ الٰہی بحرمت شیخ فرید الحق والدین مسعود اجودھنی
(المعروف گنج شکر) رحمۃ اللہ علیہ الٰہی بحرمت مخدوم
عالم علاء الدین حضرت علی احمد صابر رحمۃ اللہ علیہ الٰہی
بحرمت حضرت شمس الدین ترک پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت حضرت شیخ جلال الدین پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت حضرت شیخ احمد عبد الحق ردولوی رحمۃ اللہ
علیہ الٰہی بحرمت شیخ محمد عارف رحمۃ اللہ علیہ الٰہی بحرمت
حضرت شیخ عبد القدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ الٰہی بحرمت
حضرت شیخ رکن الدین رحمۃ اللہ علیہ الٰہی بحرمت حضرت
مخدوم عبد الاحد رحمۃ اللہ علیہ الٰہی بحرمت امام ربّانی
مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سہرندی (سرھندی)
رحمۃ اللہ علیہ الٰہی بحرمت خازن الرحمۃ حضرت شیخ
محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ الٰہی بحرمت دلیل الرحمٰن حضرت
شیخ عبد الاحد رحمۃ اللہ علیہ الٰہی بحرمت حضرت شیخ

محمد عابد رحمتہ اللہ علیہ الٰہی بحرمت قیم طریقہ احمدیہ شمس الدین
حبیب اللہ مرزا جان جاناں رحمتہ اللہ علیہ الٰہی بحرمت
مجدد مائتہ الثالث والعشر نائب حضرت خیر البشر سیدنا
ومولانا حضرت شاہ عبداللہ المعروف بشاہ غلام علی احمدی
رحمتہ اللہ علیہ الٰہی بحرمت قیوم زماں وقطب دوراں والدی
ماجدی حضرت شاہ ابوسعید احمدی رحمتہ اللہ علیہ۔ لوگوں
میں سب سے زیادہ حقیر احمد سعید مجددی پر کرم فرما۔
اپنا ذوق وشوق اپنی محبت ومعرفت نصیب فرما۔
اے اللہ ان برگزیدہ نفوس سے تو راضی ہو جا اور
مجھے ان کے کمالات وبرکات سے متمتع فرما۔ آمین

ختم شد

محمد احمد مینجنگ ڈائرکٹر ہارڈ ویر مینو فیکچرنگ کارپوریشن لمیٹڈ

۴۴۔ ایف سندھ انڈسٹریل اسٹیٹ

ماری پور روڈ کراچی ۱۳

ڈائرکٹر پاکستان ایکسپیلر اینڈ اسٹیل ری رولنگ ملز لمیٹڈ

بادامی باغ۔ لاہور

نے مفت تقسیم کے لئے طبع کرایا

ناشر

ناظم دعوت الحق مسجد طیبہ۔ پرنس اسٹریٹ کراچی ۱

فون:۔ ۲۳۱۴۴۰

فارسی اردو الاربع انہار مولفہ شاہ احمد سعید